REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

REGD. NO. P. 67.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ـــ ۲۲
ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

شمارہ ـــ ۹
شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

۲۵ محرم ۱۳۹۳ ہجری ــ یکم امان ۱۳۵۲ ہش ــ یکم مارچ ۱۹۷۳ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۷؍ تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ۱۳؍ تبلیغ کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور چند یوم کے لئے ربوہ سے باہر جہلم تشریف لے گئے ہیں۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی۔ درازی عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر طرح اپنا فضل شامل رکھے آمین۔

★ ـــ ربوہ سے یہ اطلاع بھی موصول ہوئی ہے کہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو چکّروں کی وجہ سے بہت ضعف ہے۔ حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحتِ کاملہ عاجلہ اور درازئ عمر کے لئے احباب دُعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

قادیان ۲۷؍ تبلیغ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدُ للہ۔

★ ـــ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدُ للہ۔

جماعتِ احمدیہ کی طرف سے

نائیجیریا (مغربی افریقہ) کے سب سے بڑے ہوٹل فیڈرل پیلس میں

قرآنِ مجید کے دوصد ۲۰۰ نسخوں کا عطیہ

از مکرم منصور احمد خان صاحب شاہد مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم لیگوس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورۂ مغربی افریقہ ۱۹۷۰ء کے بعد یہ ارادہ فرمایا تھا کہ افریقہ کے بڑے بڑے ہوٹلوں کے ہر ایک کمرہ میں کم از کم ایک نسخہ قرآن کریم ضرور پہنچ جانا چاہیئے۔ چنانچہ سب سے پہلے ابادان کے ایک مشہور پریمیئر ہوٹل میں قرآنِ مجید کے ایک صد نسخے رکھوائے گئے۔ اور جماعتِ احمدیہ نائیجیریا اس لحاظ سے سبقت لے گئی ہے کہ اس نے دو صد نسخوں کا عطیہ دیا ہے۔

(ایڈیٹر بدر)

امسال نائیجیریا میں جماعتِ احمدیہ کے باقاعدہ مشن کے قیام پر پچاس سالہ برسی منائی جا رہی ہے۔ اس میں ایک پروگرام یہ بھی رکھا گیا ہے کہ اس سال کم از کم دس ہزار قرآن مجید کے نسخے نائیجیریا میں تقسیم کئے جائیں چنانچہ حسب پروگرام یہاں کے اعلیٰ حکام چیفس اور سفراء کو قرآن مجید کے تحفے پیش کئے جا رہے ہیں اور اشاعتِ قرآن مجید کے سلسلہ میں جماعت کی عظیم مساعی سے اُن کو روشناس کرایا جا رہا ہے۔ اسی ضمن میں یہاں کے بڑے ہوٹلوں میں قرآن مجید رکھوانے کی سکیم بھی شروع کی گئی ہے۔ چنانچہ گزشتہ ماہ ابادان کے ایک مشہور پریمیئر ہوٹل میں قرآن مجید کے یکصد ۱۰۰ نسخے تمام رہائشی کمروں میں رکھوائے گئے اور اب نائیجیریا کے سب سے بڑے ہوٹل "فیڈرل پیلس" میں قرآن مجید کے دو صد نسخے ہر رہائشی کمرہ میں رکھوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے مغربی افریقہ کے دورہ کے دوران ان دونوں ہوٹلوں میں قیام فرما ہوئے تھے۔

فیڈرل پیلس ہوٹل میں قرآن مجید رکھوانے کی شاندار تقریب کا اہتمام ۳۰؍ کو گیارہ بجے صبح ہوٹل کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ تلاوتِ قرآن مجید کے بعد محترم مولوی محمد اجمل صاحب شاہد امیر جماعت ہائے احمدیہ نائیجیریا نے اس تقریب کی غرض و غایت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعتِ احمدیہ اس غرض سے بڑے ہوٹلوں اور تعلیمی اداروں میں قرآن مجید رکھوانے کا اہتمام کر رہی ہے تا اُن میں ٹھہرنے اور رہنے والوں کو قرآن مجید کو دیکھنے اور پڑھنے کا موقع مل سکے۔ آپ نے فرمایا کہ ان ہوٹلوں میں بائیبل پہلے سے موجود ہے اور اب قرآن مجید کے موجود ہونے سے ایک بڑی کمی پوری ہو سکے گی۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس آخری نازل شدہ پیغام کو ہر قسم کے لوگوں کو پڑھنے کا موقع مل سکے گا۔ آپ نے ہوٹل کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے جماعت کے اس تحفہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ہوٹل کے جنرل نیجر مسٹر آر۔ اے۔ ابراہیم صاحب کو دوصد قرآن مجید کا عظیم تحفہ پیش کیا۔

قرآن مجید کا تحفہ قبول کرنے کے بعد مکرم جنرل منیجر صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ نے اپنی پچاس سالہ برسی کے موقعہ پر جو عظیم تحفہ فیڈرل پیلس ہوٹل کو پیش کیا ہے وہ ایک قابلِ قدر اور قیمتی تحفہ ہے فیڈرل پیلس ہوٹل میں اکنافِ عالم سے ہر ملک و ملت کے لوگ فروکش ہوتے ہیں۔ اور ان کو ہوٹل کی طرف سے ہر قسم کی سہولت بہم پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اب ان کے کمروں میں قرآنِ مجید کے اضافہ سے ایک بہت بڑی کمی پوری ہو جائے گی۔ آخر میں جنرل منیجر صاحب نے جماعت ہائے احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں یقین ہے کہ جماعت احمدیہ نے گزشتہ پچاس سال میں ہمارے لئے بہت خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور آئندہ ان کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو جائے گا۔

رات کو ٹی۔ وی پر قرآن مجید کی پیشکش کی خبر بڑی تفصیلی طور پر دی گئی۔ اور اخبارات میں بھی یہ خبر مع فوٹو شائع ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

افسوس حافظ عبد العزیز صاحب خادم مسجد اقصیٰ وفات پا گئے!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

قادیان ۱۲؍ تبلیغ۔ افسوس مسجد اقصےٰ کے دیرینہ اور مستعد خادم مکرم حافظ عبد العزیز صاحب ننگی درویش قادیان کل آٹھ بجے شب دی۔ جے ہسپتال امرتسر میں وفات پا گئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کا جنازہ رات کے وقت ہی قادیان لے آیا گیا۔ اور آج دو بجے دوپہر نمازِ جنازہ ادا کر کے بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

اگرچہ مرحوم حافظ صاحب ایک اچھی صحت کے مالک تھے لیکن گزشتہ جلسہ سالانہ کے دنوں سے اچانک ہائی بلڈ پریشر اور دیگر عوارض کے رونما ہو جانے کے سبب زیادہ تکلیف محسوس کرنے لگے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اپنی ذاتی نگرانی اور توجہ سے ماہرین سے معائنہ کراتے اور ہر ممکن علاج معالجہ اور احتیاطی تدابیر پر عملدرآمد کراتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد انہیں کافی افاقہ بھی محسوس ہونے لگا۔ اور مسجد میں بھی آنے جانے لگے۔ مگر پہلے کی طرح مسجد کی عملاً خدمت بجا لانے کے قابل نہ ہو سکے۔ پھر بھی توقع کی جاتی تھی کہ صحت جلد بحال ہو جائے گی۔ گزشتہ بدھ کے روز ان کی طبیعت یکدم خراب ہو گئی۔ علاوہ ہائی بلڈ پریشر کے انہیں مسلسل اُلٹیوں اور (باقی دیکھئے صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے تحت

قادیان میں یوم مصلح موعودؓ کی پُرمسرت تقریب

پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر علماءِ سلسلہ کی اہم تقاریر

قادیان ۲۰ تبلیغ (فروری)۔ آج صبح سوا نو بجے لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے تحت جلسہ یوم مصلح موعود کا بابرکت انعقاد عمل میں آیا۔ جس کی صدارت محترم حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے کی۔ مولوی نور الاسلام صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مولوی مظفر احمد صاحب فضل کی نظم خوانی کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر خاکسار راقم الحروف کی زیرعنوان

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر

تھی۔ خاکسار نے خدا تعالیٰ کی اس سنّتِ قدیمہ کا ذکر کیا کہ جب اُس نے کسی عظیم الشان انسان کو پیدا کرنا ہوتا ہے تو صدیوں پہلے اس کی بنیاد ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مصلح موعود کے بارہ میں طالمود کی پیشگوئی کا ذکر کیا کہ "مسیح وفات پائیں گے اور ان کی بادشاہت ان کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی"۔ دوسرے نمبر پر حضرت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی مسیح موعود کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کیا کہ "ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض یتزوج و یولد لہٗ"۔ یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام (اپنی بعثتِ ثانیہ میں) نازل ہوں گے۔ اور وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ اس کے بعد دیگر ائمہ وسلفِ صالحین کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے مصلح موعود کی آمد کے بارے میں خبر دی تھی۔ اور بتایا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو اپنی صداقت پر نشان نمائی کی عالمگیر دعوت دی تو قادیان کے بعض غیر مسلموں نے کہا کہ ہم نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ حضورؑ نے اپنے بعد تائید دین کے کام کو مستقل بنیادوں پر جاری رہنے کی خدا سے دعائیں کیں۔ حضورؑ کی دعاؤں کا یہ سلسلہ بمقام ہوشیارپور ایک خاص چلّہ کی صورت میں چلا۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو ایک موعود بیٹے کے دیئے جانے کی خبر دی۔ اس پیش خبری کو آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کے ذریعہ شائع کرایا۔

اس کے بعد مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر نے پیشگوئی دربارہ مصلح موعود کا متن پڑھ کر سُنایا۔

اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے نے زیرعنوان

حضرت مصلح موعودؓ کلمۃ اللہ ہیں، آپؓ کا نزول جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہے

کی۔ موصوف نے مختلف واقعات کی روشنی میں بتایا کہ واقعی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کلمۃ اللہ ہیں اور متعدد مشکل اوقات میں خدا تعالیٰ نے آپؓ کے ساتھ جو سلوک فرمایا ہے وہ یہی ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا سایہ کس طرح آپ پر تھا۔ جبکہ خلافتِ ثانیہ کے وقت مخالفین کہہ اُٹھے کہ یہ بچّہ کیا کرے گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ تبلیغ اسلام کو زمین کے کناروں تک پھیلا دیا ہے۔

بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے خوش الحانی سے ایک نظم سُنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی زیرعنوان

حضرت مصلح موعودؓ کے علمی کارنامے

تھی۔ مولوی صاحب موصوف نے حضور رضی اللہ عنہ کے مختلف علمی کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ کیا کہ مقام خلافت کا تحفظ کیا ہے جبکہ "اسلام میں اختلافات کا آغاز" کے موضوع پر ایک بسیط لیکچر دے دیا ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی تفسیر القرآن کر کے جماعت کے لئے بیش بہا خزانہ چھوڑا۔ فاضل مقرر نے اس موقع پر حضورؓ کی متعدد تصانیف کا ذکر کرکے آپؓ کے علمی کارناموں پر تفصیلاً روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ پیشگوئی کے الفاظ کے عین مطابق آپ علوم ظاہری و باطنی سے پُر تھے۔

چوتھی تقریر مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی زیرعنوان

حضرت مصلح موعودؓ کے تبلیغی کارنامے

تھی۔ موصوف نے حضرت مصلح موعودؓ کی مختلف تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپؓ کے ذریعہ سے تمام دُنیا میں اسلامی مشن قائم ہو چکے ہیں۔ اور وہ وعدہ کہ "وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی"۔ نہایت شان کے ساتھ پُورا ہو چکا ہے۔ موصوف نے دُنیا کے مختلف علاقہ جات کے احمدیہ مسلم مشنوں پر طائرانہ روشنی ڈالتے ہوئے اپنے مضمون کو واضح کیا۔

بعدہٗ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔

اس اجلاس کی پانچویں تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے زیرعنوان

حضرت مصلح موعودؓ کے تنظیمی کارنامے

کی۔ موصوف نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذریعہ قائم کی جانے والی تنظیموں، مجلس مشاورت، نظامت قضاء، قیام لجنہ اماء اللہ، تحریک جدید۔ مجلس انصار اللہ خدام الاحمدیہ۔ اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے عمدہ پیرایہ میں ہر تنظیم کے اغراض ومقاصد اور اُس کے وسیع تر کاموں اور موعودہ فوائد پر روشنی ڈالی۔

اس اجلاس کی چھٹی اور آخری تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی زیرعنوان

حضرت مصلح موعودؓ کا اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جانا

تھی۔ آپ نے غیر مبائعین کے بعض اعتراضات کا ذکر کرکے اُن کی مدلل تردید کی اور اُن کے بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جو وعدہ دیا گیا تھا کہ

ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیٰمۃ۔

یعنی تیرے پیروکار قیامت تک اپنے مخالفین پر غالب رہیں گے۔ نیز یہ وعدہ کہ

لَنُمَزِّقَنَّھُمْ

ہم اُن منکرین خلافت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مقرر نے بتایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اُن کی جمعیت کو پارہ پارہ کیا اور وہ لوگ جو کسی وقت اپنے آپ کو اکثریت میں بیان کرتے ہوئے فخر کیا کرتے تھے اب وہی اقلیت میں ہو گئے ہیں۔ اور اُن میں سے بہت سے سید الفطرت کٹ کر مبائعین کی جماعت میں شامل ہوتے چلے گئے۔ اس طرح حضرت مصلح موعودؓ کو خدا تعالیٰ نے اپنے تمام نیک ارادوں میں کامیاب وکامران فرمایا اور آپ کا ہر پروگرام وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا تا آنکہ خدا تعالیٰ نے جو آخری نقطہ رُوحانی ترقی کا حضورؓ کے لئے مقدر فرمایا تھا اس کو حضورؓ نے حاصل کیا۔ اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس طرح حضورؓ کو دی گئی خدا تعالیٰ کی بشارت بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ موت حسنٍ موتٌ حسنٌ۔ آپ نے واضح کیا کہ اس الہام میں حضور کو خدا نے "حسن" کے لقب سے یاد فرمایا جو حضور کے پسندیدہ انجام کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ دُنیا گواہ ہے کہ ایسا ہی کامیابی سے بھرپور، خدا کی نگاہ میں پسندیدہ انجام آپ کا ہُوا۔

آخر میں محترم صاحب صدر نے صدارتی خطاب فرماتے ہوئے فرمایا کہ منتظمین کو چاہئے کہ ایسا پروگرام جلسہ مرتب کیا کریں جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں پر زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالی جا سکے تاکہ نوجوانوں کو پیشگوئی مصلح موعودؓ کے تمام پہلوؤں کا علم ہو سکے۔ نیز آپ نے بتایا کہ اصل چیز نمونہ ہے۔ ہمیں اپنے عملی نمونہ سے لوگوں کے دل جیتنے چاہئیں۔ صحابہ کرامؓ نے اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ جس کی وجہ سے جلد جلد ترقیات کی منازل طے کرتے گئے۔ ہمیں بھی صحابہؓ کے عملی نمونہ کو اپنانا چاہئے تا اسلام کی ترقیات کے وعدے جلد تر پورے ہوں۔ آخر میں صاحب صدر نے اجتماعی دعا کرائی اور قریباً سوا بارہ بجے یہ بابرکت جلسہ اختتام پذیر ہُوا۔

پردہ کی رعایت سے مستورات نے بھی جلسہ کی کارروائی سُنی۔ اس کے علاوہ خواتین کا ایک علیحدہ اجلاس بھی بعد از نماز ظہر منعقد ہوا جس کی تفصیلی کارروائی کی رپورٹ کسی آئندہ اشاعت میں دی جائے گی۔

خاکسار:-
جاوید اقبال اختر

خطبہ جمعہ

امراض کی تکالیف اور اُنکے بُرے نتائج سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ انسان دوا بھی کرے اور خدا کے حضور بھی جھکے

علاج سمیت ہر کام میں عقل و فراست سے کام لینا چاہیئے، مہلک ادویہ کا استعمال سوائے اشد ضرورت کے نہ کیا جائے

مجلس صحت کو پوری طرح بیدار رہ کر اور پورے زور سے کام کرنے والی ایک فعّال مجلس بننا چاہیئے، سارا ربوہ اس کا ممبر ہے!!

نئے اور پرانے درختوں کی حفاظت ازبس ضروری ہے۔ میری یہ شدید خواہش ہے کہ ربوہ ایک باغ بن جائے!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ مورخہ ۲۴ نبوت ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج کل ہمارے ملک میں بھی اور باہر سے آمدہ اطلاعات کے مطابق بعض بیرونی ممالک میں بھی ملیریا۔ انفلوئنزا اور گلے کی خرابی نے وبائی صورت میں انسان پر حملہ کر رکھا ہے۔ یہ تینوں بیماریاں بظاہر اکٹھی حملہ کرتی ہیں۔ چنانچہ یہاں ربوہ میں بھی بڑے بھی اور چھوٹے بچے بھی بڑی کثرت سے بیمار ہوتے رہے ہیں۔ بہت سے اب بھی بیمار چلے آرہے ہیں۔ بعض گھروں میں تو سارے کے سارے گھر والے بیمار پڑے ہوئے تھے۔

جہاں تک انفلوئنزا کا تعلق ہے، یہ ضروری نہیں کہ گلے، ناک اور سر پر اس کا حملہ ہو اور ساتھ بخار ہو جائے۔ بلکہ بعض دفعہ تو یہ معدہ اور انتڑیوں پر بھی حملہ کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے پیچش اور اسہال کی بیماری خصوصاً بچوں میں بڑی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ پچھلے دنوں تو ربوہ میں بہت سے چھوٹے بچے وفات پا گئے۔ یہ ایسی بیماری ہے جو بڑوں اور چھوٹوں سب پر حملہ کرتی ہے۔ بعض دفعہ چند گھنٹوں کے بخار میں مریض کی وفات ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انفلوئنزا کی نئی قسم کے VIRUS (وائرس) یعنی کیڑے حملہ آور ہوئے ہیں۔ جن کی ابھی تک صحیح طور پر تشخیص نہیں ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں ان بیماریوں سے محفوظ رکھے۔

۸ انفلوئنزا کا پہلا بڑا حملہ

جو انسان کے علم میں آیا وہ ۱۹۱۸ء کا فلو تھا۔ اس میں مجھے یاد ہے قادیان میں ایک وقت میں آدھے شاید اس سے بھی زیادہ یعنی ستر اسّی فی صد دوست انفلوئنزا کی بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر بھی اس کا بڑا سخت حملہ ہوا تھا حالت بڑی پریشان کن اور تشویشناک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو صحت عطاء فرمائی۔ اس کے بعد دو چار بار فلو وبائی شکل میں مختلف ملکوں میں حملہ آور ہوتا رہا ہے۔ مگر تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ہر دفعہ انفلوئنزا کے وائرس یعنی کیڑے مختلف شکل کے ہوتے تھے۔ جن پر پہلی دوائیوں کا اثر بھی نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً انسان نے اپنے تجربہ سے ۱۹۱۸ء میں جو دوائیاں ایجاد کیں اُن کا اثر بعد کے وبائی فلو کے اُوپر نہیں ہوا۔ لندن میں ایک ہومیوپیتھک فرم ہے جس نے ۱۹۱۸ء اور اُس کے بعد کے مختلف وبائی فلو کے جو کیڑے ہوتے رہے ہیں ان کو ٹی بی کے کیڑوں کے ساتھ اکٹھا کر کے ہومیوپیتھی کی شکل میں علاج تیار کیا ہے۔ یہ دوا احتیاطی تدبیر کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہے تاکہ فلو نہ ہو۔ میں نے بھی یہ دوا منگوائی تھی۔ اور بہت سے دوستوں کو پچھلے سال استعمال کروائی تھی۔ اکثر دوستوں کو اس سے بڑا فائدہ بھی ہوا۔ گو یہ دوا بڑی اچھی ہے۔ لیکن اس دفعہ میں نے یہ دوا استعمال نہیں کرائی۔ کیونکہ ہم نہیں کہہ سکتے اگر کوئی نیا وائرس یعنی کیڑا ہے تو اس پر وہ اثر بھی کرتی ہے یا نہیں۔

بہرحال بیماری خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔ وبائی شکل میں ہو یا روزمرہ کی ان بیماریوں کی طرح ہو جو عام طور پر کسی نہ کسی کو ہوتی ہی رہتی ہیں۔ اصل شافی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ (الشعراء آیت ۸۱) یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیماری انسان کی غلطی اور گناہ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ کیونکہ کھانے پینے اور رہنے سہنے کے طریق اسلام نے بتا دیئے ہیں کہ کس طرح اپنے جسم کی حفاظت کرنی ہے۔ اور کھانے کو ہضم کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے وغیرہ۔ چنانچہ اس دنیا میں صحت مند رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو احکام بیان فرمائے ہیں جب انسان ان کی پرواہ نہیں کرتا تو وہ بیمار ہو جاتا ہے۔ پھر چونکہ بیماری خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے اس لئے اس کو دور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کو استغفار کے ذریعہ خوش کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کی پیدا کردہ ادویہ سے فائدہ اُٹھانا پڑتا ہے۔

پھر جہاں تک بیماری کے علاج کا تعلق ہے اور بیمار کی ذہنی کیفیت کا سوال ہے، ہمیں دُنیا میں

تین قسم کے لوگ

نظر آتے ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو دائیں طرف جھکے ہوتے ہیں، دوسرے وہ جو بائیں طرف جھکے ہوتے ہیں، اور تیسرے وہ جو صراطِ مستقیم پر قائم ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ دائیں طرف کو جھکے ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شفاء تو اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اس لئے کسی دوا یا تدبیر کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے مقابلہ پر جو لوگ، بائیں کو جھکے ہوئے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ صرف دوا کافی ہے۔ دوا نے شفاء دینی ہے۔ ایسے لوگ خدا کا خانہ خالی چھوڑ دیتے ہیں ان دو انتہاؤں کے درمیان جو لوگ صراطِ مستقیم پر قائم ہوتے ہیں یعنی اس سیدھی اور درمیانی راہ کو اختیار کرتے ہیں جس کا اُمَّةً وَسَطًا میں ذکر ہے، وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اِس دُنیا کو پیدا کیا۔ دوائیوں کو بھی اُسی نے پیدا کیا اس لئے دوا نہ کرنا جہاں اس کی نعمتوں کی ناشکری ہے وہاں دوا پر کُلّی بھروسہ کرنا کفر اور شرک ہے۔ اور توحید کی راہ سے بھٹکنے کے مترادف ہے۔

پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ ہی نے شفاء دینی ہے تو پھر دوا کرنے کی کیا ضرورت ہے، اُن سے میں یہ کہوں گا کہ پیٹ بھرنا بھی تو اللہ کا کام ہے۔ لیکن کبھی تم نے یہ نہیں کہا کہ کھانا کھا کر کیا لینا ہے۔ پیٹ تو اللہ نے بھرنا ہے۔ کبھی کسی آدمی نے یہ نہیں کہا کہ سردی سے اللہ نے حفاظت کرنی ہے اس لئے سردی کے موسم میں گرم کپڑے پہننے کی کیا ضرورت ہے۔ مثلاً ان دنوں سردی کی لہر آگئی ہے۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ شاید اس سے بھی زیادہ آئے گی۔ بہرحال سردی کی وجہ سے لوگ گرم کپڑے مثلاً سویٹر اوور کوٹ وغیرہ پہنتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ کپڑے پہننے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم لنگوٹا باندھیں گے یا ستر کا حصہ ڈھانپ لیں گے اور چلیں پھریں گے۔ اب جو شخص بھی ایسا کرے گا وہ بیمار ہو جائے گا۔ اور پاگل کہلائے گا۔

اسی طرح جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دوا شفاء دے گی خواہ خدا تعالیٰ کی مشیّت کچھ اور ہو۔ اور وہ شفاء نہ دینا چاہے۔ اس قسم کا خیال بھی غلط ہے۔ دوا صرف اس صورت میں شفاء دے گی جب اللہ تعالیٰ کا اُسے حکم ہوگا۔ اور ہم دوا کو اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دوا کو استعمال کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

قرآنِ کریم کے مضامین کی تفسیر میں

فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے

دوا پیدا کر دی ہے۔ آخر دوا کا تعلق بھی تو اس مادی جسم کے ساتھ ہے۔ اور جسم کی دیگر ضروریات کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کی ہزاروں لاکھوں چیزیں پیدا کی ہیں۔ مثلاً مختلف قسم کے کھانے پیدا کئے۔ ان میں توازن پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کی اشیاء پیدا کیں۔ اس نے ہمارے لئے کپڑے پیدا کئے۔ کپڑے بنانے کے لئے روئی پیدا کی۔ اُس نے چودہ چودہ پندرہ پندرہ ہزار فٹ بلند پہاڑوں پر رہنے والی بھیڑیں پیدا کیں۔ جن پر بہت باریک اور گرم اُون ہوتی ہے جسے پشمینہ کہتے ہیں۔ اب یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ جہاں برف پڑتی ہے۔ اس کے نیچے نیچے ڈھلوانوں میں بھیڑیں پرورش پاتی ہیں۔ جن کی اُون ایک تو خود اُن کو گرم رکھنے اور دوسرے انسان کو گرمی پہنچانے کا بھی کام دیتی ہے۔ بعض دفعہ عمر کے بعض حصوں میں بعض طبائع ایسی بھی ہوتی ہیں جو بھاری کپڑوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتیں۔ کسی زمانہ میں مَیں سردیوں کے دنوں میں بڑا وزنی کوٹ پہن لیا کرتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک کوٹ دیا تھا جو بڑا موٹا اور وزنی تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک مَیں نے وہ کوٹ بھی استعمال کیا تھا۔ مگر اب میرے کندھوں کے اعصاب اور عضلات موٹی چیز کا بوجھ برداشت نہیں کرتے۔ مَیں اپنی بات کر رہا ہوں۔ مجھے کپڑوں میں ایسی ہلکی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جو گرم بھی ہو اور کم وزن بھی ہو۔ اس قسم کی چیز کی مجھے تلاش کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ پھر ٹھنڈ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ غرض جب اس مادی جسم کے آسائش و آرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہزاروں لاکھوں اشیاء پیدا کی ہیں اور اس جسم کو

بیماری کے اثرات

سے بچانے کے لئے اُس نے دَوا بھی پیدا کی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اور اپنے بندہ کو جو اس کی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے یہ فرمایا ہے کہ مَیں نے تیرے لئے ہر بیماری کی دَوا پیدا کی ہے۔ تو ضرورت کے وقت اسے استعمال کر۔ لیکن اس کا فائدہ تبھی ہوگا جب تُو ساتھ ہی مجھ سے میری رحمت کا طالب ہوگا۔ تب مَیں دوا کو حکم دوں گا کہ وہ تجھ پر اثر کرے۔ اور تیرے جسم کو حکم دوں گا کہ وہ دوا کے اثر کو قبول کرے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اصل شفاء اس وقت ملتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا حکم دونوں پر نازل ہوتا ہے۔ یعنی دَوا پر بھی اور جسم پر بھی۔ ڈاکٹر جس مریض کو لاعلاج قرار دیتا ہے اس کا مطلب اسلامی اصطلاح میں صرف اتنا ہے کہ اس مریض کے جسم کے ذرات دَوا کے اثر کو قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگتا اور اس کے حضور عاجزانہ رنگ میں جھکتا اور اس سے شفاء کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اس کے جسم اور جسم کے ذرّوں پر حکم نازل کرتا ہے کہ وہ دوا کے اثر کو قبول کریں۔ چنانچہ اس طرح انسانی جسم میں دَوا کے قبول کرنے کی خاصیت عود کر آتی ہے اور بیمار کو شفاء مل جاتی ہے۔

پس یہ کہنا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ شافی ہے اس لئے کسی دوا کے استعمال کی ضرورت نہیں

اسلامی تعلیم سے ناواقفیت کی دلیل

ہے۔ ایسے لوگ دائیں طرف جھکنے والے ہوتے ہیں۔ وہ ظاہر میں تو توحید کے قائل ہوتے ہیں لیکن اندرونی طور پر اور باطنی لحاظ سے مشرک ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ دوائیاں وغیرہ اپنے آپ ہی آگئی ہیں۔ خدا کی منشاء اور اس کی حکمتِ کاملہ نے ان کو پیدا نہیں کیا۔ ایسا سمجھنا غلط ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے یا وہ حقیقی توحید پر قائم نہیں ہوتے۔ وہ کہتے ہیں کہ بس دوا کھا لی۔ آرام آجائے گا۔ لیکن صرف دَوا پر بھروسہ کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ ویسے اگر خدا تعالیٰ نے شفاء دینی ہو تو وہ مٹی کی چٹکی میں شفاء رکھ دیتا ہے۔ ہم نے خود اپنی زندگی میں دیکھا ہے کہ سخت تکلیف میں مبتلا بلکہ تڑپتے ہوئے مریض کو مٹی کی ایک چٹکی دی گئی اور اُسے آرام آگیا۔ اور پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ایک ہی نسخہ ایک دُعا گو طبیب دیتا ہے تو مریض کو شفاء ہو جاتی ہے اور ایک غافل شخص جس کو توحید کا علم نہیں ہوتا اور وہ دعاؤں سے کام نہیں لیتا وہی نسخہ اور وہی دَوا دیتا ہے لیکن مریض کو شفاء نہیں ہوتی۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

ہمارے والد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے۔ ہم سب بھی انہیں ماموں جان ہی کہا کرتے تھے۔ وہ ایک دفعہ شملہ میں تھے۔ خود مریض بھی تھے مگر طبیعت میں استغناء تھا۔ پیسے کا لالچ نہیں تھا۔ طبیعت خراب ہوتی تھی تو وہ اپنے کمپاؤنڈر سے کہتے تھے کہ وہ مریض کو دیکھنے چلا جائے۔ کمپاؤنڈر کو بھی وہی نسخے یاد تھے جو حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے۔ لیکن مریض اگر کہتے تھے کہ آپ خود دوائی لکھ کر دیں۔ کمپاؤنڈر نے جو دوائی لکھ کر دی ہے۔ اس سے آرام نہیں آیا۔ حالانکہ دوائی ایک ہی ہوتی تھی۔ غرض کمپاؤنڈر نے دوائی تو وہی دی لیکن اس نے وہ دُعا نہیں کی جو حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ مریضوں کے لئے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر یہ ہدایت فرمائی ہے کہ بڑا ظالم ہے وہ ڈاکٹر اور طبیب جو اپنے مریض کے لئے دعا نہیں کرتا۔ ظالم اس لئے ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ صرف دوائی سے آرام آجائے گا۔ یا اس کی طبّی مہارت مریض کے کام آجائے گی۔ ڈاکٹر کی مہارت اور دَوا اس وقت مریض کے کام آتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں سے ایسا حکم نازل کرتا ہے ورنہ وہ فائدہ نہیں کرتی۔

پس بائیں طرف جھکنے والے مریض سمجھتے ہیں۔ کہ بس دوا لے لی ہے دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے فضل کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جو شخص مومن ہے اور راہِ راست اور صراطِ مستقیم پر چلنے والا ہے۔ وہ دوا کھاتا بھی ہے اور دوا پر بھروسہ بھی نہیں رکھتا۔ وہ دوا اس لئے کھاتا ہے کہ اُس کے ربّ نے اسے کہا کہ تیرے لئے یہ دَوا پیدا کی گئی ہے تو اسے استعمال کر

دَوا تدبیر ہے

اور دُعا اللہ تعالیٰ کے رحم کو جذب کرتی ہے جو شخص بیماری کی حالت میں دَوا استعمال کرتا ہے اور اپنے ربّ کے حضور عاجزانہ جھکتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفاء بخشتا ہے۔

پس میں اپنی جماعت کو خصوصاً اور تمام بنی نوع انسان کو عموماً یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ امراض کی تکالیف سے، اُن کے نتائج سے جو بسا اوقات موت کی شکل میں یا فالج کی شکل میں یعنی بعض دفعہ جسم کے معیّن حصّے کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً جگر مستقل طور پر خراب ہو جاتا ہے۔ ان سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ دَوا کے علاوہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔ اس سلسلہ میں مَیں اپنے احمدی دوستوں سے بالخصوص یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حسبِ استعداد معرفت وعرفانِ ذات وصفاتِ باری عطا فرمایا ہے اس لئے نہ صرف خود بیماریوں سے بچنا ہے بلکہ دوسروں کو راہِ راست کی طرف لانا بھی ہمارا فرض ہے۔ اس لئے جہاں دواؤں کو استعمال کرو وہاں دواؤں پر بھروسہ بھی نہ رکھو۔ کیونکہ دوائیں استعمال نہ کرنا خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے اور

دَواؤں پر کُلّی بھروسہ رکھنا

اللہ تعالیٰ کی توحید کے خلاف ہے۔ اس لئے صراطِ مستقیم کو اختیار کرو۔ دواؤں وغیرہ کو استعمال کرو لیکن یہ نہ سمجھو کہ بس دواؤں کے نتیجہ میں شفاء حاصل ہوگی۔ شفاء اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملے گی اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور اس حقیقت کو کبھی فراموش نہ کرو۔ کہ

إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

یعنی انسان اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہوتا ہے۔

غرض یہ تو تھی علاج معالجہ کے ضمن میں مریض کی ذہنی کیفیت۔ اب ہم طبیب کی ذہنی کیفیت کو لیتے ہیں۔ جو اچھی بھی ہوتی ہے اور بُری بھی ہوتی ہے۔ مثلاً طبیب کی بُری ذہنیت یہ ہو سکتی ہے کہ جیسا کہ مَیں نے ابھی بتایا ہے کہ وہ اپنے مریض کے لئے دُعا بھی کرے۔ لیکن دُعا کے علاوہ صحیح تدبیر کرنا بھی ضروری ہے۔

اس وقت ہمارے ہاں

مختلف قسم کی طِب

رائج ہیں۔ ایک کو ایلوپیتھی کہتے ہیں۔ اس کی طرح مغربی ممالک نے ڈالی ہے۔ انہوں نے اس پر ریسرچ کر کے اور مختلف اجزاء کو ملا کر کچھ دوائیں تیار کیں۔ اور مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ ان کی تاثیرات معلوم کیں۔ پھر انڈسٹری یعنی صنعت وحرفت کی ترقی کے ساتھ مختلف قسم کے اپریشن ممکن ہو گئے۔ یا اس سلسلہ میں بعض دوائیوں کا استعمال ممکن ہوگیا۔ مثلاً ٹیکہ لگانا اس وقت تک ممکن نہیں تھا جب تک انسان کوئی ایسی باریک سی سوئی نہ بنا لیتا جس کے اندر ایسا سوراخ ہو جس کے ذریعہ دَوائی مریض کے جسم میں داخل کی جاسکے۔ کیونکہ حقّے کی نال کے ذریعہ سے تو انسانی جسم میں ٹیکہ نہیں لگایا جاسکتا۔ پس پانچ سو سال پہلے انجکشن لگانے کا سوال ہی نہ تھا۔ یعنی اگر دوائی کی طرف توجّہ ہوتی اور ہم بنا بھی لیتے تب بھی چونکہ انجکشن کا طریق معلوم نہیں تھا اس لئے اسے انسان کے جسم میں داخل نہیں کیا جاسکتا تھا۔

غرض جب تک صنعت وحرفت کی ترقی سے ایسے سامان نہ پیدا ہو گئے اور انجکشن کی سُوئی بنانا ممکن نہ ہو گیا اس وقت تک ان دوائیوں کی طرف انسان کو توجہ نہیں ہوئی شروع میں تو صنعت وحرفت کا صرف یہی مطلب تھا کہ کپڑے بنا دیئے۔ یا شکر کے کارخانے کی مشینری بنا دی۔ لیکن

آپریشن کے اوزار کی فراہمی

تو صنعت وحرفت کی ترقی یافتہ صورت میں ممکن تھی۔ چنانچہ جب صنعت وحرفت نے

ترقی کی اور انسان نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے فائدہ اٹھایا اور انجکشن کی سوئی اور ادویہ وغیرہ بنا لیں۔ مگر اس سلسلہ میں انسان نے دو غلطیاں کیں۔ ایک یہ کہ سرجن یعنی جس ڈاکٹر کے ہاتھ میں اپریشن کرنے والا چاقو ہے اس کی ذہنیت یہ ہوگئی کہ جب بیمار اس کے پاس آتا ہے تو اسے یہ یقین نہیں ہوتا کہ مریض کو فلاں بیماری ہے۔ اس کی انگلیوں میں کھجلی ہونے لگتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ نشتر استعمال ہونا چاہیئے۔ اس لئے اگر کسی آدمی کو مثلاً اپنڈکس کی تکلیف ہے تو ڈاکٹر کہتا ہے تم لیٹ جاؤ میں تمہارا اپریشن کرتا ہوں۔ تمہارا پیٹ کھولتا ہوں۔ اپنڈکس خراب ہوئی تب بھی نکال دوں گا اور اگر اچھی ہوئی تب بھی نکال دوں گا۔ کیا فرق پڑتا ہے۔ اسی لئے کسی زمانہ میں ڈاکٹر کہتے تھے کہ اپنڈکس بے فائدہ ہے مگر اب ڈاکٹر یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز

بے فائدہ پیدا نہیں کی

پس اگر کوئی چیز بے فائدہ نہیں تو اپنڈکس کے بھی بعض فوائد ہیں۔ اب جس آدمی کی اچھی بھلی اپنڈکس نکال دی جائے اسے تو گویا اس کے فوائد سے محروم کر دیا گیا۔ سرجن نے شبہ میں (یا بعض تو ویسے ہی شوق میں) پیٹ کھولا اور دیکھا کہ اپنڈکس نہیں ہے تو سوچا کہ چلو اب تو پیٹ کو کھولا ہوا ہے کیوں نہ اپنڈکس نکال کر باہر پھینک دیا جائے حالانکہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ بہت سے احمدی دوست جو اپنڈکس کی وجہ سے بیمار ہوتے ہیں جب وہ مجھ سے مشورہ لیتے ہیں تو میں دعاؤں کے بعد (اللہ تعالیٰ ہی میری طبیعت کے اندر یہ کیفیت پیدا کرتا ہے) ان کو مشورہ دیتا ہوں کہ اپریشن نہ کراؤ چنانچہ اللہ تعالیٰ فضل کرتا ہے اپریشن کے بغیر آرام آجاتا ہے۔

میں نے شاید پہلے بھی بتایا ہے صادقہ حیدر صاحبہ جن کے ہاں بچہ پیدا نہیں ہوتا تھا ان کا ایک اپریشن ٹیوب کھولنے کے لئے ہوا مگر اس سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا

میں جب ۶۷ء میں دورے پر گیا

تو انہوں نے مجھ سے بھی ذکر کیا۔ کہ میں بڑی پریشان ہوں۔ شادی کو کئی سال ہوگئے لیکن بچہ پیدا نہیں ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا ہے کہ بچہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ جب کوئی آدمی میرے سامنے یہ کہے کہ فلاں کام ناممکن ہے تو میری طبیعت بہت پریشان ہو جاتی ہے اور میری غیرت دینی جوش مارتی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ خدا تعالیٰ کے سامنے تو کوئی چیز ناممکن نہیں ہے۔ کہنے لگیں ڈاکٹر کہتے ہیں کہ پھر دوبارہ اپریشن کرواؤ۔ میں نے کہا چھ مہینے تک اپریشن نہ کرواؤ۔ اس کے بعد پھر مجھ سے مشورہ کر لینا۔ چنانچہ تین مہینے بعد اس کا خط آگیا کہ مجھے حمل ٹھہر گیا ہے۔ اب دیکھو! ڈاکٹر جس بات کو ناممکن قرار دیتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل نے اسے ممکن بنا دیا حالانکہ ڈاکٹروں کی انگلیوں میں کھجلی ہو رہی تھی وہ انہیں کہتے تھے کہ ہم اپریشن کے لئے دوبارہ چاقو چلا دیتے ہیں۔ دیکھیں گے اگر ٹھیک ہوا تو رہنے دیں گے ورنہ بچہ پیدا کرنے والے نظام کو کاٹ کر باہر پھینک دیں گے

پس انسان نے ایک تو یہ غلطی کی کہ جب

جرّاحی کے سامان

ترقی کر گئے تو عمل جرّاحی حد اعتدال سے آگے بڑھ گیا۔ اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو حدود قائم کی تھیں ان کا خیال نہ رکھا گیا۔ اور اس سے انسانوں کو آرام آنے کی بجائے مزید تکلیف پہنچی

علاج کے اس مخصوص طریق میں دوسری خرابی یہ پیدا ہوئی کہ جس طرح انہوں نے اپریشن کے اوزار مثلاً اب تو انہوں نے ایسے چاقو بنائے ہیں جن میں بجلی کی ایک خاص طاقت کی لہر ہوتی ہے اور وہ ساتھ ساتھ شریانیں بند کرتی جاتی ہے تاکہ بلیڈنگ نہ ہو۔ اسی طرح ادویہ بھی تیار کر لیں جو نشتر ہی کی طرح تیز اور زود اثر ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ جتنی اینٹی بایوٹک وغیرہ ادویہ ہیں یعنی پنسلین اور مائی سین وغیرہ وہ اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہیں یہ ادویہ دراصل اندھی ہیں۔ یہ خراب اور اچھے دونوں قسم کے جراثیم مار دیتی ہیں

اللہ تعالیٰ نے

انسان کے پیٹ میں اربوں کی تعداد میں مختلف قسم کے ایسے کیڑے پیدا کئے ہیں جو انسان کے ہضم کے نظام میں اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ مگر مائی سین جو اندھی ہے یہ دے کر اگر بیماری ہے تو نہ صرف بیماری کے کیڑے ہلاک کرتی ہے بلکہ ساتھ ہی ان کیڑوں کو بھی تباہ کر دیتی ہے جو انسان کی صحت کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اور اس طرح اس قسم کی ادویہ کے بالعموم بُرے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ ہمارے اپنے گھر کا ایک چھوٹا بچہ تھا اسے مری میں نمونیہ کی کچھ تکلیف ہوگئی۔ تو ڈاکٹر نے اسے اتنی مقدار میں مائی سین دی کہ اسے خون کا کینسر ہوگیا۔ یعنی خون کے سُرخ ذرّے بننے بند ہوگئے چنانچہ وہ مائی سین کے غلط استعمال کی وجہ سے جلدی وفات پا گیا۔ ہمارے ہاں عام آدمی پڑھا ہوا نہیں ہوتا وہ دیکھتا ہے کہ ہمارے محلے میں دو تین آدمیوں کو مائی سین کے استعمال سے فائدہ ہوا ہے تو وہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے اور بعض دفعہ ڈاکٹر کہتا بھی ہے کہ مائی سین کی ضرورت نہیں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں مائی سین کا ٹیکہ ضرور لگوانا ہے

پس ایک تو میں مریض اور اس کے لواحقین کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی انتہائی خطرناک دوا بھی انتہائی ضرورت کے وقت استعمال ہونی چاہئیں۔ اس سے پہلے استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ دوسرے میں ڈاکٹروں سے بھی یہ کہوں گا کہ وہ ایسی ادویہ کا اندھا دھند استعمال نہ کرائیں۔ انگلستان میں کوئی انگریز ڈاکٹر کسی انگریز پر آنکھیں بند کر کے ان دواؤں کا استعمال نہیں کرتا۔ بعض ہمارے احمدی دوست جو بیمار تھے جب وہ انگلستان گئے۔ اور انہوں نے وہاں ڈاکٹروں کو دکھایا تو انہوں نے کہا تمہارے ملک کے ڈاکٹر بھی عجیب ہیں جو اس کثرت کے ساتھ ان دواؤں کو مریضوں پر استعمال کرا دیتے ہیں۔ یہ تو بڑی مہلک ادویہ ہیں۔ لیکن یہاں لوگ ڈاکٹروں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ کئی ڈاکٹروں نے مجھے بتایا ہے کہ مثلاً ملیریا بخار کے مریض کہتے ہیں کہ کونین کا ٹیکہ لگا دیں ورنہ ان کی تسلی نہیں ہوگی۔ یہ طریق درست نہیں ہے

ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ نے

عقل و فراست عطا فرمائی ہے اس لئے بیماری کے علاج سمیت ہر کام عقل و فراست سے کرنا چاہیئے

کچھ دن ہوئے میری ایک پوتی جو چند مہینے کی ہے اسے بھی اسی بیماری کا شدید حملہ ہوا جو آجکل ملک میں پھیلی ہوئی ہے اسے بار بار اسہال آنے لگے۔ میں تو ڈاکٹر نہیں ہوں۔ جن ڈاکٹروں نے بچی کو دیکھا انہوں نے مائی سین تجویز کی۔ چنانچہ بچوں والی مائی سین دینی شروع کی گئی۔ پانچ سات دن گزر گئے مگر آرام نہ آیا یہاں تک کہ نوبت دس دس منٹ کے بعد اسہال تک پہنچ گئی۔ تو میں نے اپنی بہو سے کہا کہ دراصل اب یہ بیماری کے اسہال نہیں۔ اب یہ دوائی کے اسہال شروع ہو گئے ہیں۔ اس واسطے تم اس دوائی کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ دوائی چھڑوا دی اور اپنا ہی جو مجھے تھوڑا بہت ہومیو پیتھی کا علم ہے اس کے مطابق علاج کیا تو اسے آرام آگیا۔

دو تین سال کی بات ہے

ہمارے ایک شاہد مبلغ مجھے ملنے کے لئے آئے تو میں انہیں دیکھ کر حیران ہو گیا۔ پہلے ان کی صحت عام طور پر بڑی اچھی اور چہرے پر رونق رہتی تھی۔ لیکن اب جو میں نے دیکھا تو یوں لگا جیسے وہ نیم مردہ سے ہیں۔ میں نے ان سے کہا بات سنو! بات نہ کرنا۔ میں نے پوچھا آجکل اینٹی بایوٹک ادویہ کھا رہے ہو؟ کہنے لگے ہاں۔ میں نے کہا وہ تمہارے چہرے پر ہلاکت کے آثار چھوڑ رہی ہیں اس لئے میں آپ کو یہ حکم دیتا ہوں کہ آج کے بعد تم اینٹی بایوٹک ادویہ استعمال نہیں کرو گے چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد ان کا خط آگیا کہ میں نے آپ کا حکم مان لیا تھا اور دوائی چھوڑ دی تھی اس سے مجھے آرام آگیا ہے

پس اس قسم کی جتنی بھی اینٹی بایوٹک ادویہ ہیں ان کے استعمال میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمارے ایلوپیتھی اطباء کو چاہیئے کہ وہ مریضوں کو سوائے اس کے کہ اور کوئی چارہ نہ رہے اس قسم کی مہلک ادویہ استعمال نہ کرائیں۔ اور نہ ہمارے مریضوں کو ان دواؤں کے استعمال پر اصرار کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقل دی ہے اس لئے ہمیں

عقل سے کام لینا چاہیئے

دوسری پرانی طب ہے اسے آیورویدک طب یونانی کہتے ہیں۔ یا اسے اسلامی طب کہنا چاہیئے کیونکہ ہمارے مسلمان اطباء نے اس پر بڑا کام کیا ہے۔ لیکن میں نے کسی کو مسلم طب کہتے نہیں سنا حالانکہ یہ دراصل مسلم طب ہے کیونکہ مسلم اطباء نے اس کی ترقی و ترویج میں بڑا کام کیا ہے۔ ایک وقت تک اس طب نے بڑا اچھا کام کیا اور دنیا کو اس کے ذریعہ بڑا فائدہ پہنچایا۔ مگر بعد کے زمانہ میں فکر میں بھی، مشاہدہ میں بھی اور عملی تجربات میں بھی تنزل پیدا ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں نے باہر سے جو مختلف قسم کے دوسرے خیالات تھے وہ لئے اور کچھ انہوں نے اس طب یونانی سے اخذ کئے اور علم طب میں ترقی کر گئے۔ انہوں نے ان کا زیادہ صحیح استعمال کیا یا غلط استعمال کیا اس سے اس وقت بحث نہیں۔ تاہم میں یہ مثال دیا کرتا ہوں کہ طب یونانی کے جو مرکبات اور نسخے ہیں میرا خیال ہے کہ پچاس فیصد سے زائد نسخوں میں افیون پڑتی ہے۔ لیکن میرے علم میں ایسا کوئی شخص نہیں حالانکہ میں نے لوگوں سے پوچھا بھی ہے اور خود غور بھی کیا ہے لیکن مجھے کوئی آدمی ایسا نہیں ملا جس نے

طب یونانی یا مسلم طب

کا ایک ایسا نسخہ استعمال کیا ہو جس میں افیون پڑتی ہو اور اسے افیون کھانے کی عادت پڑ گئی ہو۔ میرے علم میں ایسا کوئی مریض نہیں ہے۔ لیکن یہ بات میرے علم میں ہے کہ جب ایلوپیتھی میں افیون کے مختلف ست (اجزاء) نکالے گئے اور میرے خیال میں اس وقت تک ۲۲-۲۴ اجزاء بنائے جا چکے ہیں۔ بلکہ اب تو کسی نے مجھے بتایا کہ ان کی تعداد ۳۵-۳۶ تک جا پہنچی ہے۔ بہرحال جب ان کو علیحدہ علیحدہ استعمال کیا گیا تو میرے علم میں ہے اور ڈاکٹروں کے علم میں بھی ہے کہ اکثر مریضوں کو افیون کھانے کی عادت پڑ گئی۔

اسی لئے جو سمجھدار ڈاکٹر ہے وہ اپنے مریض کو تنبیہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ بعض ایسی طبائع ہوتی ہیں کہ ان کو ایک ٹیکے یا ایک خوراک سے افیون کھانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ غرض جو نقصان طب یونانی کی شکل میں افیون دینے سے نہیں ہوا تھا وہ ایلوپیتھی کی شکل میں دینے سے پیدا ہو گیا۔ بایں ہمہ ایلوپیتھی والوں کا کہنا کہ طب یونانی ہمارے کام کی نہیں یہ تو پرانا اور دقیانوسی طریق علاج ہے یہ طب ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے

سکتی۔ یہ کہنا غلط ہے۔

لیکن انسان جب کسی مسئلہ میں مجبور ہو جاتا ہے تو پھر نئی راہیں تلاش کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اس توجہ کی مثال ہمیں چین میں نظر آتی ہے چین چونکہ ایک نیا اور ترقی کرنے والا ملک ہے اس نے بھی شروع میں ایلوپیتھی طریق علاج اختیار کیا۔ لیکن چند سال ہوئے وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہم ستر اسی کروڑ آبادی کا علاج ایلوپیتھی کے ذریعہ نہیں کر سکتے۔ ایک تو لوگ اتنی کثرت سے بیمار ہوتے ہیں دوسرے اس پر بہت زیادہ خرچ آتا ہے۔ دواؤں کا مہیا کرنا اور مریض کے علاج کا خرچ اٹھانا حکومت کے ذمہ ہے۔ پھر بعض ایسی بیماریاں ہیں جن کے لئے کوئی دوا نہیں ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے اس مسئلہ پر غور کیا تو انہیں یہ احساس ہوا کہ یہ سمجھنا غلطی ہے کہ پرانی طب بے فائدہ ہے اس کو بالکل چھوڑ دینا ٹھیک نہیں۔ بالآخر انہوں نے ایک جامع پروگرام کے ماتحت کئی لاکھ ڈاکٹر اور میڈیکل کالجوں کے طلبار کو سارے چین میں پھیلا دیا اور کہا کہ جتنے بھی

بڑے بوڑھے حکیم لوگ

ہیں ان سے مل کر علاج کے پرانے ٹوٹکے دریافت کرو۔ ویسے ہر جگہ کوئی نہ کوئی حکیم ضرور ہوتا ہے جس کو کچھ آتا ہے وہ بھی حکیم ہے اور جس کو کچھ نہیں آتا وہ بھی حکیم ہے۔ اس قسم کے کسی حکیم کا نسخہ کبھی فائدہ دیتا ہے اور کبھی نقصان بھی دیتا ہے۔ بہرحال چینی ڈاکٹروں اور طالب علموں کی ٹیمیں گاؤں گاؤں میں گئیں اور ستر ستر اسی اسی سال کے بوڑھے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ کونسی بیماری کا کس دوائی یا جڑی بوٹی سے علاج کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بوڑھے لوگوں اور پرانے حکیموں کی باتوں، ان کے تجربات اور آزمودہ جڑی بوٹیوں کے متعلق معلومات کو بڑی سنجیدگی سے نوٹ کیا اور پھر ایک جگہ اکٹھا کر کے ان پر غور کیا گیا اور پھر ان فراہم شدہ

معلومات کی روشنی میں

دوائیاں تیار کر کے ان پر تجربات کئے گئے۔ اور اس طرح وہ ایسی دوائیاں بنانے میں کامیاب ہو گئے جو ایلوپیتھی والے نہیں بنا سکے۔ مثلاً اگر معدہ کا کینسر ہو تو ایلوپیتھی ڈاکٹر معدہ کا بیمار حصہ کاٹ دیتے ہیں اور جو صحتمند حصہ ہوتا ہے اس کو سی دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے معدہ میں اور انتڑیوں میں ایک حرکت پیدا کی ہے جس کے نتیجہ میں ایک تو کھانا آگے جاتا ہے اور ہضم ہو جاتا ہے۔ کھانا ہضم کرنے کے لئے انتڑیوں اور معدہ میں چھوٹے چھوٹے گلینڈز ہوتے ہیں۔ جن سے سکریشن نکلتی ہے۔ اس کے بغیر کھانا ہضم نہیں ہو سکتا۔ پس ایک تو یہ حرکت ہے دوسرے خون کا دوران ہوتا ہے جو

صحت کے لئے ضروری ہے۔ اس قسم کے اپریشن سے نظام ہضم کو بڑا صدمہ پہنچتا ہے وہ کام نہیں کرتا۔ معدہ اور انتڑیوں میں حرکت نہیں رہتی۔ مگر ایلوپیتھی والے جب اپریشن کرتے ہیں تو کئی دن کھانے کو نہیں دیتے کہتے ہیں کہ جو کھانا کھاؤ گے وہ اندر جا کر سڑ جائے گا۔ معدہ میں چونکہ کوئی حرکت نہیں اس لئے معدہ میں پڑا رہے گا۔ انتڑیوں میں چلا گیا تو وہاں پڑا رہے گا اور عفونت پیدا ہو جائے گی جس سے زہر پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ڈاکٹر ایسے مریض کو کئی دن تک کھانے کو کچھ نہیں دیتے ایک تو اپریشن کر کے کمزور کر دیتے ہیں دوسرے کھانے کو کچھ نہیں دیتے۔ اس سے مریض اور بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مریض کئی کئی مہینوں بلکہ سالوں تک بھی

نارمل صحت

حاصل نہیں کر پاتا۔ لیکن حکومت چین نے جو معلوماتی ٹیم دیہاتوں میں بھجوائی تھی ان کے ذریعہ پرانے حکیموں سے باتیں کر کے یہ پتہ لگا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض ایسی جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں جن کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ انتڑیوں اور معدہ کی حرکت کو معمول پر لے آتی ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں میں نے ایک چینی رسالے میں ایک مضمون پڑھا تھا کہ چینی ڈاکٹروں نے ایک بہت ہی زیادہ بیمار آدمی کا اپریشن کیا۔ پیٹ کھولنے پر معدہ بہت زیادہ خراب نکلا۔ ایک مٹھی بھر صحتمند معدہ رہ گیا تھا۔ اس کو تو انہوں نے سی دیا اور جو بیمار حصہ تھا اسے کاٹ دیا۔ اور قبل اس کے کہ وہ معدہ کے ساتھ انتڑی کو ملاتے انہوں نے ایک پلاسٹک کی ٹیوب انتڑی کے منہ پر رکھ دی اور دوسی نسخہ جو بڑے بوڑھے حکیموں سے حاصل کیا تھا جو دس جڑی بوٹیوں کے مرکب پر مشتمل تھا ٹیوب کے ساتھ ایک خوراک اندر داخل کر دی۔ تو چونکہ پیٹ کھلا ہوا تھا انہوں نے دیکھا کہ اسی وقت انتڑیوں میں حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپریشن مکمل ہونے کے دو گھنٹے بعد مریض کو نرم غذا دے دی اور پھر تین دن کے بعد کہا کہ جو مرضی ہے کھاؤ کچھ نہیں ہوگا۔

ہمارے ایلوپیتھی والوں کے پاس اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے۔ انہیں تو بس کاٹنا اور جوڑنا آتا ہے۔ اس طرح وہ بیمار کو اور زیادہ بیمار کر دیتے ہیں۔ غرض میں بتا یہ رہا ہوں کہ دوسری طب یونانی ہے جو

پہلے بھی فائدہ دیتی رہی ہے

اور اب بھی فائدہ دے سکتی ہے لیکن عقل انسانی کا استعمال ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی لئے عقل دی ہے کہ وہ اپنے نفع و نقصان کو معلوم کر سکے۔ تاہم جو احمدی طبیب ہے اس کی عقل انسانی تو نورِ آسمانی کا مرکب بن کر عقل اور نورِ آسمانی کا ایک

بڑا ہی اچھا نسخہ

پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دوستوں کو فراست عطا کرتا ہے۔ وہ دعائیں کرتے ہیں۔ پس ایک یہ طب یونانی ہے اس کا صحیح استعمال ہونا چاہئیے عقلمندوں نے پھر اس کے ذریعہ علاج شروع کر دیا ہے۔

علاج کی تیسری قسم ہومیوپیتھی ہے اس نے بھی بڑی ترقی کی ہے۔ غرض ایلوپیتھی۔ طب یونانی اور ہومیوپیتھی طریق پر مریض کا علاج کرنے والے ڈاکٹر اور اطبا خاص طور پر اس وقت میرے مخاطب ہیں۔ اس وقت یہاں جو بیماری پھیلی ہوئی ہے اس کی وجہ سے میں نے یہ دن بڑے فکر میں گزارے ہیں۔ جماعت کے بچوں اور بزرگوں کو بیمار دیکھ کر میں ان دنوں بڑا فکرمند رہا ہوں۔ بعض دفعہ ہر روز تین تین چار چار موصی اور موصیات کے جنازے پڑھتا رہا ہوں۔ اسی لحاظ سے بھی یہ امر فکر پیدا کرنے والا ہے۔ اس لئے تمام ایلوپیتھک ڈاکٹر اور یونانی طبیب کل شام عصر کی نماز کے بعد مجھ سے ملیں۔ ہم سب بیٹھ کر سوچیں گے کہ اس بیماری کا جو ایک طرح سے ابتلا اور امتحان ہے اس کا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے

کس طرح مقابلہ کیا جائے۔

ڈاکٹروں کو تو میں علیحدہ طور پر بھی تلقین کروں گا کہ جو دوست مریض ہیں اُن کے لئے دعائیں بھی کریں۔ بلا ضرورت محض مریض کے اصرار پر اس کے لواحقین کے کہنے پر مائی سیِن وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔ وقت پر بیماری کو پکڑیں۔ مریض سے ہمدردی کریں۔ ضرورت کے وقت مریض کو دیکھنے کے لئے اس کے گھر پہنچ جائیں۔

آجکل فضل عمر ہسپتال میں بھی ڈاکٹروں کی بہت کمی ہو گئی ہے اس لئے میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں اور الفضل کو چاہئیے کہ وہ کل ضرور شائع کر دے کہ ہمارے ڈاکٹروں میں سے ایک یا دو ڈاکٹر ایک مہینے کی چھٹی لے کر یہاں آجائیں تاکہ ربوہ میں جو دوست بیمار ہیں ہم ان کا

اپنی نسل کے مطابق علاج

یعنی تدبیر والا حصہ پورا کر سکیں۔ جو دعا والا حصہ ہے اس کے لئے تو کسی اندرونی یا بیرونی ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اور آپ سب دعا کریں گے۔ لیکن جو تدبیر والا حصہ ہے اس میں بھی ہم نے پوری کوشش کرنی ہے۔ اس وقت کما حقہ تدبیر نہیں ہو رہی۔ کیونکہ ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اگر ہمارے ایک یا دو فزیشن ڈاکٹر ایک مہینے کی چھٹی لے کر یہاں آجائیں تو مجھے امید ہے کہ ہم بیماری پر بڑی حد تک قابو

پالیں گے۔ ہمارے ایک اپنے ڈاکٹر مزید تجربہ حاصل کرنے کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ وہ واپس آنے والے ہیں۔ شاید آٹھ یا دس دسمبر کو انشاء اللہ یہاں پہنچ جائیں گے۔ ڈاکٹر لطیف بھی اچھے خاصے کامیاب ڈاکٹر تھے اور میرا خیال ہے دعائیں کرنے والے بھی تھے کیونکہ ان کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے شفا بھی رکھی تھی۔ وہ اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے چھٹی لے کر باہر گئے تھے۔ انہوں نے اس سال اگست ستمبر میں واپس آنا تھا مگر وہ اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے نہیں آسکے تاہم میں نے ان کو لکھا ہے کہ وہ اپنی مجبوریوں کو چھوڑیں اور بہت جلد واپس آجائیں۔ لیکن اس وقت چونکہ ہمیں فوری طور پر فزیشن ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت بہرحال پوری ہونی چاہئیے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہمارے احمدی ڈاکٹر صاحبان جو پاکستان میں مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں ان میں سے ایک یا دو ڈاکٹر ایک ایک مہینے کی رخصت لے کر ربوہ آجائیں تاکہ میری اور آپ کی فکر دور ہو۔ سردست جو ڈاکٹر یہاں موجود ہیں یعنی

"تینوں قسم کے"

اور ان سب کو میں اطبا یعنی ڈاکٹر کہتا ہوں اس لئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ نے ڈاکٹر کہا تھا اور میں تو ہومیوپیتھ ہوں یا طبیب ہوں اس لئے میٹنگ میں شامل نہیں ہوا۔ میری مراد اس وقت وہ سب دوست ہیں جو یہاں طب کا کام کرتے ہیں۔ یعنی جو پیشہ ور طبیب ہیں خواہ وہ ہومیوپیتھک کے ڈاکٹر ہوں یا ایلوپیتھک کے یا طب یونانی یا مسلم طب کے حکیم اور طبیب ہوں وہ سب کل عصر کی نماز کے بعد میٹنگ میں شامل ہوں تاکہ ہم مشورہ کریں اور پھر سارے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی عملی اقدام کریں۔

میں نے اب کو ایک تحریک کی تھی کہ پانی ابال کر پیا کریں۔ اگر اس طرح پانی بدمزہ لگے تو سبز چائے کی پتی بیچ میں ڈال لینی چاہئیے

دوست اس پر ضرور عمل کریں

معدہ اور انتڑیوں کے لئے اُبلا ہوا پانی بہت مفید ہے۔

میں مختصراً ایک اور بات بھی کہنی چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ مجلس صحت کا کام کچھ سست پڑ گیا ہے۔ گرمیوں میں تو سست ہونا ہی تھا کیونکہ اکثر طلباء موسم گرما میں ربوہ سے باہر چلے جاتے ہیں۔ پچھلا وقت تو گزر گیا اب اس کام میں چستی پیدا ہونی چاہئیے۔ مجلس صحت کا ایک کام ربوہ میں شجرکاری بھی ہے۔ فروری میں درخت لگانے کا موسم آئے گا اگر اس وقت تک ہم اسی طرح بیٹھے رہے کہ وقت آیا تو کام کریں گے تو پھر جس طرح ہم پہلے درخت نہیں لگا سکے اسی طرح اب بھی نہیں لگا سکیں گے۔ اس واسطے

یہ کام ابھی سے شروع کر دینا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں ہمیں یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ کہاں کہاں درخت لگ سکتے ہیں۔ وہاں درخت لگانے کا انتظام ہونا چاہیئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ربوہ میں پندرہ بیس ہزار درخت لگا سکتے ہیں۔ جس سے شہر کی شکل بدل سکتی ہے پھر درختوں کی حفاظت کی بھی ضرورت ہے درختوں کی حفاظت کی ذمہ داری میں اس طبقے پر ڈالتا ہوں جس سے درختوں کو سب سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ اور اس سے میری مراد بچے ہیں۔

اطفال الاحمدیہ کی ذمہ داری

ہے کہ وہ چھوٹے درختوں کی حفاظت کریں اور اپنے اُن بھائیوں کا بھی خیال رکھیں جو ابھی چھوٹے ہیں اور اطفال الاحمدیہ کی عمر کو نہیں پہنچے۔ ایسے چھوٹے بچے بھی درخت نہ توڑیں دراصل درخت کے لئے دو حالتیں خطرناک ہوتی ہیں۔ ایک جب وہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے اس وقت ہر بچہ بھی اسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ دوسری وہ حالت ہے جب درخت بڑا ہو جاتا ہے اس کی ہری بھری ٹہنیاں نکل آتی ہیں۔ اس وقت بعض بیوقوف، حریص اور دنیا دار آدمی دو چار آنے کے فائدہ کے لئے اس کی ٹہنیوں کو کاٹ دیتے ہیں۔ ان ہر دو حالتوں میں درختوں کی حفاظت ازبس ضروری ہے۔ جب کبھی ایسا آدمی درخت کاٹ رہا ہو اس کے پاس سے نوٹس لئے بغیر نہیں گزرنا گزر جانا چاہیئے۔ بلکہ اسے روکنا چاہیئے اور اس سے یہ پوچھنا چاہیئے کہ وہ کس کے حکم سے درخت کاٹ رہا ہے۔ بعض دفعہ خود میں نے دیکھا ہے۔ جب پوچھا کہ کیوں درخت کاٹ رہے ہو تو بولا کہ جی بس کاٹ رہے ہیں اب دیکھو ہم نے تو ۲۰-۲۵ سالہ

کوشش کے نتیجہ میں

یہاں کچھ تھوڑے بہت درخت لگائے ہیں اور اس قسم کے لوگ آرام سے آکر بغیر اجازت بغیر کسی جائز وجہ اور بغیر جائز حق کے درخت کاٹنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں جی بکری کے لئے چارہ یا چائے کے لئے ایندھن کی ضرورت ہے۔ اس قسم کی ضرورت ربوہ کے درختوں سے پوری نہیں کرنی چاہیئے۔ پس ربوہ کے ہر مکین کا فرض ہے کہ اسے جہاں بھی نظر آئے کہ کوئی شخص درخت کاٹ رہا ہے تو وہ اس کے پاس چلا جائے اور اسے درخت کاٹنے سے روک دے

یہ تو بچوں ذمہ داری جوان درختوں کی حفاظت کے لئے ہے جو پہلے سے موجود ہیں جو نئے درخت لگائے جائیں گے ان کی حفاظت کی ذمہ داری اطفال الاحمدیہ پر ہے۔ سوائے

اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق دس فیصد درخت مر جاتے ہیں۔ اور بڑھتے نہیں۔ انسانی غلطی یا لاپرواہی کے نتیجہ میں ایک درخت بھی ضائع نہیں ہونا چاہیئے سارے چھوٹے اور بڑے بچے درختوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

مجلس صحت کو چاہیئے

کہ ان کی ٹولیاں بنا کر ہر ٹولی کے ذمہ لگائیں کہ مثلاً انہوں نے فلاں جگہ کے اتنے درختوں کی حفاظت کرنی ہے۔

دوسرے صفائی وغیرہ کا کام ہے۔ ورزش کے لئے میدان ٹھیک کرنے کا کام ہے مجلس صحت کی طرف سے مجھے دیر سے کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ شاید ہمارے چوہدری بشیر احمد صاحب بیمار ہو گئے ہیں یا لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ یہ لاپرواہی بھی ایک قسم کی بیماری ہی ہے۔ بہرحال مجلس صحت کو پوری طرح بیدار رہ کر اور پورے زور سے عمل کرنے والی ایک فعال مجلس بننا چاہیئے۔ سارا ربوہ اس کا ممبر ہے۔

میں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جلسہ سالانہ سے پہلے سیر کا ایک اور مقابلہ کرایا جائے جس میں ربوہ کا ہر مکین یعنی ہر مرد شامل ہو اور اس کے لئے اخبار کے ذریعہ بار بار اعلان کیا جائے سیر کا مقابلہ تو آج ہو گیا ہے الحمدللہ۔ یہ پتہ نہیں کہ کتنے دوست اس میں شامل ہوئے ہیں تاہم یہ اصول ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی کام کو پوری طرح کامیاب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی بار بار یاد دہانی کرائی جائے اور اس طرح ایک بیداری پیدا کر دی جائے جو اصل

کامیابی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ

ہوتی ہے۔ الحمدللہ کہ کچھ کام تو ہو گیا ہے لیکن جلسہ سالانہ تک اور بہت کام کرنے والے ہیں۔ اس لئے مجلس صحت کو اب پوری طرح بیدار رہنا چاہیئے۔

درختوں کے متعلق میں ایک بار پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ریل اور سڑک، ہر دو پر بھی دو رویہ درخت ہونے چاہئیں۔ علاوہ ازیں اور بھی جگہیں بیکار پڑی ہوئی ہیں مثلاً ہمارا جلسہ گاہ ہے اس کی حدود میں بالکل آخر میں دو دو درختوں کی ایک قطار ہونی چاہیئے۔ علاوہ اجتماعی فوائد کے باہر سے آنے والوں کو ان سے بڑے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً گرمیوں میں اگر کوئی دوست باہر کے گاؤں سے گھوڑی یا بچھیری پر سوار ہو کر نماز پڑھنے کے لئے آئے تو وہ اپنے جانور کو درخت کے ساتھ باندھ دے گا۔ یا اگر اس کے ساتھ کوئی غیر از جماعت دوست ہے تو وہ وہاں آرام کر سکے گا۔ اگر کوئی عورت ہے جو ایسی حالت میں ہے کہ نماز نہیں پڑھ سکتی تو وہ درخت کے نیچے بیٹھ جائے گی۔ اس وقت آپ

نے کوئی ایسی جگہ نہیں بنائی جہاں آدمی آرام کر سکے۔

غرض درختوں کے بے شمار فوائد ہیں۔ یہ انسان کے ہزاروں کام آتے ہیں۔ اس لئے نئے اور پرانے درختوں کی حفاظت ازبس ضروری ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سایہ دار اور پھلدار درختوں کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ قرآن کریم نے بھی اس مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر جنگ کے دوران انسان کی جان کی حفاظت کے لئے نہیں! بلکہ ایک مسلمان کی جان کی حفاظت کے لئے (جس کی قیمت زیادہ ہے) غالباً نو درخت کاٹنے پڑے تھے جس پر

قرآنی وحی نازل ہوئی

کہ یہ درخت ہمارے حکم سے کاٹے گئے ہیں غرض اتنی چھوٹی سی استثنائی صورت کا ذکر حکمت سے خالی نہیں ہے۔ آخر نو درخت ہیں کیا چیز! لیکن چونکہ امت مسلمہ کو یہ سبق دینا مقصود تھا کہ اتنی اہم ضرورت کے لئے نو درخت کاٹنے پر بھی اللہ کا الہام نازل ہوا گو اس طرح آیندہ کے لئے بوقت ضرورت درخت کاٹنے کی اجازت تو مل گئی لیکن اس سے بالواسطہ طور پر درخت خواہ سایہ دار ہوں یا پھلدار ہوں ان کے نہ کاٹنے بلکہ نئے درخت لگانے اور ان کی حفاظت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ میرے دل میں یہ شدید خواہش ہے کہ ہمارا ربوہ ایک باغ بن جانا چاہیئے۔ آخر یہ افسوسناک تفاوت اور اس کو دور کرنے کا خیال ہمارے پیش نظر کیوں نہیں رہتا کہ ہمارے جو بزرگ اس دنیا سے چلے گئے ان کی جو

ابدی رہائش گاہ

ہے اس کو تو ہم نے باغ بنا دیا ہوا ہے مثلاً

قادیان کا بہشتی مقبرہ

ہے۔ یہاں ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں بھی درخت نکل رہے ہیں مگر جو زندوں کی رہائش گاہیں ہیں ان کو ہم نے نظر انداز کر رکھا ہے حالانکہ اس دنیا میں تو زندوں کی رہائش گاہوں کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ ہونی چاہیئے تھی۔ ابدی رہائش گاہوں میں درختوں اور پھولوں کے اپنے فوائد ہیں۔ اس لئے یہ نہ ہو کہ کل کوئی ٹکڑا ہمارے بہشتی مقبرہ میں سے درخت کاٹنے شروع کر دے وہاں بھی درخت ہوں گے اور پھول اگیں گے اور ماحول خوشنما اور خوشگوار ہو گا۔ کیونکہ باہر سے جو لوگ آتے ہیں (جن میں بعض غیر از جماعت دوست بھی ہوتے ہیں) ان کے دل پر اس کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتے ہیں قبروں کی سیدھی قطاریں بنی ہوئی ہیں درخت لگے ہوئے ہیں۔ پھول اُگے ہوئے ہیں۔ صفائی ہے۔ خاموشی ہے اور فضا پرسکون ہے اور دعا کرنے کی کیفیت پیدا کرنے والا سماں ہے چنانچہ جو لوگ احمدی نہیں ہوتے وہ بھی خاص طور پر محسوس کرتے ہیں کہ واقعی یہ جگہ بہشت کا نمونہ ہے میں چاہتا ہوں کہ ربوہ کا ہر گھر بھی اسی طرح بہشت کا نمونہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق ہی سے یہ ہو سکتا ہے بہرحال مجلس صحت کو اب زیادہ چوکس ہو کر کام شروع کر دینا چاہیئے۔ پہلی سیڑھی میں سے ہم گزر گئے ہیں ایک سیڑھی ہم چڑھ گئے ہیں۔ دوسری سیڑھی پر ہم چڑھ رہے ہیں مجلس کے کام کرنے کا یہی وقت ہے بہت سارے کام ایسے ہیں جو سردیوں میں ہو سکتے ہیں گرمیوں میں ان کا ہونا بڑا مشکل ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کاموں کے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کما حقہ توفیق عطا فرمائے۔

لنڈن کے مخلص احباب اور درویش فنڈ

انگلینڈ کی جماعت کے احباب کو جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیوی لحاظ سے نوازا ہے وہاں ان کے دلوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مالی قربانیوں کا احساس اور جذبہ اور جوش بھی پیدا فرمایا ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ نظارت ہذا کی طرف سے کسی تحریک کے بغیر وہاں کے قابل احترام بھائی اور بہنیں وقتاً فوقتاً انفرادی اور اجتماعی طور پر درویش فنڈ کی مد میں گرانقدر عطیات ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اتنی دور بیٹھے ہوئے بھی ان کے دلوں میں درویشانِ قادیان کے لئے محبت کے کتنے گہرے جذبات ہیں

نظارت ہذا ایسے تمام مخلص اور قابل احترام بھائیوں اور بہنوں کے اس خلوص اور تعاون کے لئے بیحد ممنون ہے۔ اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے اخلاص اور مالوں اور اولادوں میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

انگلینڈ کے علاوہ بعض دوسرے ممالک کے بھائی بھی بہت ہی مخلصانہ جذبہ کے ساتھ درویش فنڈ کی مد میں رقوم ارسال فرماتے رہتے ہیں نظارت ہذا ان کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے اللہ تعالیٰ سب کا حافظ و ناصر ہو اور اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے آمین

ناظر بیت المال آمد قادیان

گلدستۂ درویشاں کے

وہ پھول ——— جو مرجھا گئے

از مکرم چودھری فیض احمد صاحب گجراتی درویش ناظر بیت المال آمد قادیان

آہ! ایک اور خوش رنگ پھول کے شجرِ زندگی کے اوراق موت کی بادِ سموم سے زرد ہو کر جھڑ گئے۔ اور گلدستۂ درویشاں کا حُسن ایک جانب سے گہنا کر رہ گیا۔ ہمارے درویش بھائی حافظ عبد العزیز صاحب اس گلدستہ کے ایک خوشنما پھول ہی نہ تھے وہ اس چمنستان کا ایک خوش نوا بلبل بھی تھے۔ درویشی بجائے خود ایک سعادت ہے لیکن یہ سعادت حافظ صاحب مرحوم کے لئے اس لحاظ سے دو آتشہ تھی کہ وہ مسجد اقصیٰ کے مؤذن تھے۔ منارۃ المسیح شاہد ہے کہ حافظ صاحب مرحوم نے متواتر ۱۴ سال کے طویل عرصہ تک روزانہ پانچوں وقت مینار کی ۸۵ بلند ترین سیڑھیاں طے کر اپنی خوش گلوئی کے ساتھ اذان کے روحانی اور سرمدی نغمے فضاؤں میں بکھیرے۔ وہ جہیر الصوت بھی تھے اور ان کی آواز میں ایک لے تھی۔ خوش الحانی کے ساتھ جب ان کی آواز منار کی بلندی پر سے فضاؤں میں گونجتی تو اس کی کیف زائی میں ایک دعوت عبودیت ہوتی۔ یوں تو اذان خود اپنی ذات میں ایک دعوتِ عبودیت ہے لیکن حافظ صاحب مرحوم کی اذان میں ایک عجیب کشش تھی۔ یوں کہ نمازیوں کے قدموں میں مسجد تک پہنچنے کے لئے ایک ارتعاش پیدا ہو جاتا تھا

حافظ صاحب مرحوم نابینا تھے۔ غالباً بچپن میں کسی مرض کے حملہ سے وہ بینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ یوں ان کی آنکھیں کافی موٹی تھیں اور کوئی اجنبی انہیں دیکھ کر نابینا نہیں کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ آنکھیں اپنے حلقوں میں باقاعدہ گردش کرتی تھیں۔

ابتدائے درویشی میں جب درویشوں کی شادیاں ہوئیں تو حافظ صاحب کے لئے شادی کا کوئی انتظام نہ ہو سکا ان کی نابینائی کے علاوہ آمد کی کمی سدِّ راہ تھی۔ انہیں اپنی بیٹی سپرد کر دینے والے شخص کے اندر بڑے ہی حوصلے اور جرأت اور صبر کی ضرورت تھی۔ جس کے دل میں قربانی کا بے انتہا جذبہ ہوتا۔ چنانچہ حافظ صاحب نے تجرد کا ایک طویل عرصہ گزارا۔ نابینائی سے قطع نظر حافظ صاحب کی عام جسمانی صحت بہت اچھی تھی اور بعض حساس درویش ان کے طویل تجرد پر افسوس بھی کرتے

لیکن ہر کام وقتِ معینہ کا مرہون ہوتا ہے یہ مسجد اقصیٰ کی مخلصانہ خدمت کا کرشمہ تھا یا حافظ صاحب کے تجرد کی خاموش التجا کہ قدرت

ایک ہزار میل کے فاصلہ سے ایک مخلص احمدی دوست مکرم مخدوم حسین صاحب کو صوبہ میسور کے گاؤں بیدگام سے قادیان کھینچ لائی۔ وہ تلاشِ معاش میں قادیان آئے تھے اور ان کے ہمراہ ایک نا کتخدا جوان بچی بھی تھی۔ انہیں جب تحریک کی گئی تو وہ اس قربانی پر آمادہ ہو گئے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ حافظ عبد العزیز صاحب نابینا اور غریب درویش تھے اور کوئی موثر جواز شادی کے لئے نہ رکھتے تھے لیکن آفرین ہے مخدوم حسین صاحب پر کہ وہ اس بے مثال قربانی پر آمادہ ہو گئے۔ اور پھر آفرین ہے اس نوجوان لڑکی پر بھی جس نے ایک نابینا غریب درویش کی بیوی بننا منظور کر لیا۔ اور پھر شادی کے بعد دس سال تک بڑی وفاداری سے اپنے شوہر کی خدمت کی۔

بہرحال ۱۹۶۲ء میں حافظ صاحب کی شادی ہو گئی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد سے بھی نوازا۔ ان کے چار بچے ہیں دو لڑکے اور دو لڑکیاں۔ اور سارے بچے گلاب کے شگفتہ پھولوں ایسے۔

قریباً تین سال قبل حافظ صاحب مرحوم مسجد اقصیٰ میں جھاڑو دے رہے تھے میں نے اپنے دفتر کے دروازے سے (جو مسجد اقصیٰ کی طرف کھلتا ہے) دیکھا کہ حافظ صاحب کا بڑا بیٹا عزیز عبد الرحمٰن ان کے گلے سے چمٹا ہوا تھا۔ حافظ صاحب نے جھاڑو رکھ دیا اور بچے کو چمٹا کر پیار سے اس کے سر اور پشت پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ اس نظارے نے مجھے مسحور بھی کیا اور غمزدہ بھی۔ بچہ نہایت حسین خدوخال کا ہے اور ایک نابینا باپ اس سے اپنی جانی سی محبت کا اظہار کر رہا تھا! میرا دل پکار اٹھا

کاش! یہ نابینا باپ اپنے پھول سے بچے کو دیکھ بھی سکتا۔ اے کاش! اس کی بینائی لوٹ آئے

جذبات ابل کر میرے سینے کی گہرائی سے اُٹھے اور دعا بن کر میرے لبوں پر مچل گئے۔ میں دیر تک اشکبار کھڑا دیکھتا رہا اور غیر ارادی طور پر بار بار یہ الفاظ میرے منہ سے دعا بن کر نکلتے رہے۔ اور پھر انہی جذبات کے دھارے میں بہتے ہوئے میں نے گلوگیر ہو کر حافظ صاحب کو مخاطب کیا

حافظ صاحب! میں دعا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بینائی بخشے

اور آپ اپنے اس خوبصورت ثمر کو دیکھ کر حقیقی مسرت پا سکیں

اس کے بعد بھی جب کبھی حافظ صاحب مجھے نظر آتے تو وہ نظارہ میرے سامنے آجاتا اور میں ان کی بینائی کے لئے دعا کرتا۔ لیکن مجھ کمزور اور گنہگار انسان کی دعا بابِ اجابت تک نہ پہنچ سکی اور حافظ صاحب اپنی نابینائی سمیت ہم درویشوں کو مغموم کر کے اپنے مالکِ حقیقی کے پاس پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حافظ صاحب بڑی لگن کے ساتھ اس مسجد اقصیٰ کی خدمت کرتے تھے جو شعائر اللہ میں سے ایک ہے وہ روزانہ بلا ناغہ اس وسیع و عریض مسجد میں جھاڑو دیتے اور ساتھ ساتھ ہاتھ سے فرش کو ٹٹولتے جاتے تھے کہ کہیں کوئی تنکا تو پڑا نہیں رہ گیا۔ وہ ساری دریوں کو بھی جھاڑتے اور نابینائی کے باوجود سیدھی صفیں بچھاتے۔ مسجد کا ایک ایک کونہ۔ ایک ایک چپہ ایک ایک بلب اور سوئچ ان کے حافظے میں موجود ہوتا۔ یہی نہیں بلکہ محلہ احمدیہ کا ایک ایک گوشہ ان کے حافظہ کی گرفت میں تھا۔ انہیں

اگر کوئی اجنبی اس محلے میں چلتے پھرتے دیکھتا تو بتلانے کے بغیر اس کے لئے یہ باور کرنا مشکل ہوتا کہ حافظ صاحب نابینا ہیں۔ اُن کے قدموں نے اپنے ایریا کی ایک ایک اینٹ ناپی اور حفظ کی ہوئی تھی۔ اپنی تیز رفتار کے ساتھ وہ گلیوں کے موڑ یوں کاٹ جاتے اور نالیوں پر سے یوں گزر جاتے جیسے وہ بالکل صحتِ نظر کے ساتھ چل رہے ہوں۔

چند ماہ قبل تک حافظ صاحب کی صحت بہت عمدہ تھی۔ لیکن اچانک کسی بیماری کے حملہ سے وہ فریش ہوئے۔ بیماری کی پیچیدہ نوعیت نے ڈاکٹروں کو صحیح تشخیص تک نہ پہنچنے دیا اور وہ نڈھال ہوتے چلے گئے۔ وفات سے چند روز قبل امرتسر کے وی جے ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ مگر اس اثنا میں مرض اپنا بھرپور وار کر چکا تھا۔ بدن میں خون اور پانی کی کمی اور پھیپھڑوں کے متاثر ہو جانے کے باعث دوائیں بے اثر ہو گئیں اور آخر ۲۰ فروری کو وہ زندگی کی سرحد عبور کر کے موت کی وادی میں داخل ہو گئے۔ بیوی اپنے مشفق شوہر کو صحتمند دیکھنے کی آرزو دل میں لئے بیوہ ہو گئی اور گلاب کے شگفتہ پھولوں ایسے چار بچے اپنے محبت کرنے والے نابینا باپ کے پیار بھرے ہاتھوں کے لمس سے محروم ہو گئے اور درویشوں کا یہ مختصر سا ماحول افسردہ و غمگین ہو گیا

حافظ صاحب مرحوم ننگل باغباناں متصل قادیان کے رہنے والے تھے بڑی خاموشی اور وفاداری کے ساتھ اپنا عہد درویشی نبھا کر ۵۰ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے

منظوری انتخاب عہدیداران

۱۔ جماعت احمدیہ کامٹہ (راجستھان) مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر انسپکٹر بیت المال کے دورہ کے دوران ایک نئی جماعت (کامٹہ) کا انتخاب عمل میں آیا۔ ویسے یہ جماعت بہت پرانی تھی لیکن وہاں پر ابھی تک کوئی باقاعدہ تنظیم کی صورت نہیں۔ لہٰذا ان کی موجودگی میں یہ انتخاب عمل میں آیا۔ اس کے مطابق مکرم مرزا اطہر بیگ صاحب صدر اور مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور سیکرٹری مال منتخب ہوئے۔ نظارت ہذا اس انتخاب کی منظوری ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء تک دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے

۲۔ جماعت احمدیہ بھدرواہ (کشمیر) مکرم محمد عبد اللہ صاحب سنڈاسی صدر جماعت احمدیہ بھدرواہ نے سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری وقف جدید کا انتخاب کروایا۔ ان دونوں عہدوں کے لئے اتفاق رائے سے مکرم ماسٹر عبد الرزاق صاحب منتخب ہوئے جو پہلے سے امام الصلوٰۃ بھی ہیں اس انتخاب کی بھی ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء تک منظوری دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

درخواست ہائے دُعا

۱۔ خاکسار کی اہلیہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے خاکسار بشیر احمد فاضل دہلی

۲۔ خاکسار کے گھر میں چوری ہو گئی ہے کل اثاثہ چوری ہو گیا ہے۔ نقصان کی تلافی اور والدین کی پریشانی دور ہونے کے لئے بزرگانِ سلسلہ سے دردمندانہ دعاؤں کی درخواست ہے

خاکسار سید عارف احمد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

۳۔ مکرم سیٹھ محمود احمد صاحب (گلوب ربڑ ورکس) کلکتہ گزشتہ تین ماہ سے ایک حادثہ میں زخمی ہونے کے باعث فریش ہیں۔ اب صحت قدرے بہتر ہے ان کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے خاکسار فیض احمد گجراتی درویش

اُذکروا موتاکم بالخیر

ہمارے چھوٹے بھیا سید غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم

از مکرم سید فضل احمد صاحب ایم اے ۔ آئی پی ایس ڈی آئی جی نیشنل پولیس اکاڈمی آبو (راجستھان)

میں جب تقریباً دو سال کا ہی تھا ہماری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اور میری بہت محبت کرنے والی دادی اماں اور نہایت ہی شفیق تایا جان جناب سید ارادت حسین صاحب مرحوم، جنہیں ہم منجھلے ابا کہا کرتے تھے، نے میری پرورش کی۔ ہمارے ابا جان حضرت مولوی سید وزارت حسین صاحب ملازمت کے سلسلہ میں زیادہ تر باہر ہی رہتے تھے۔ دادی اماں منجھلے ابا اور ابا جان خدا کے فضل سے تینوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابیوں میں سے ہیں والد صاحب خدا کے فضل و کرم سے حیات ہیں اور ان کی عمر تقریباً ۹۴ سال ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی سے لمبی عمر عطا کرے آمین

۱۹۳۱ء میں دو ماہ اندر ہی ہماری دادی اماں اور ہمارے تایا جان مرحوم ہمیں مغموم چھوڑ کر رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میں ابھی چھوٹا ہی تھا اور گاؤں میں ہی رہتا تھا۔ وہاں ہمارے چھوٹے بھیا سید غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم اسکول اور کالج کی چھٹیوں میں جب آتے تھے تو گاؤں کی فضا بڑی دلچسپ ہو جاتی تھی۔ اور ہم بچے بھی ان کی گفتگو سے بہت لطف اندوز ہوتے تھے اور ان کے گرد اکٹھا رہتے تھے۔

۱۹۳۱ء میں پہلی بار چند مہینوں کے لئے ہم سب پٹنہ میں ساتھ رہے میں ہمیشہ اپنے چھوٹے بھیا کے ساتھ ہی بازار وغیرہ جاتا تھا اور ہمیشہ ان سے بڑی قربت محسوس کرتا تھا۔

۱۹۳۲ء میں ہمارے منجھلے بھیا ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب جو ہمارے شفیق تایا محترم سید ارادت حسین صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے اور میری بڑی بہن کی ان سے شادی ہوئی تھی، انہوں نے اور ہمارے چھوٹے بھیا (جو ہمارے سب سے بڑے تایا محترم سید خلافت حسین صاحب مرحوم کے صاحبزادے تھے) دونوں نے مل کر مظفر پور میں ڈسپنسری قائم کی۔ اور منجھلے بھیا نے پریکٹس بھی شروع کی۔

میں اپنی بڑی بہن اور ان دونوں بھائیوں کے ساتھ رہنے لگا۔ ہماری دوسری بہن کی بھی شادی ۱۹۳۳ء میں ہمارے چھوٹے بھیا سے ہو گئی۔ وہ کشش اور قربت جو میں بچپن سے اپنے چھوٹے بھیا سے محسوس کرتا تھا اس میں اور بھی زیادتی اور گہرائی پیدا ہو گئی۔

بڑا بھائی ہونے کے علاوہ میں اپنے چھوٹے بھیا کو ہمیشہ اپنا ایک دوست اور غمخوار بھی سمجھتا تھا اور ایک حد تک ان سے بے تکلف بھی تھا۔

وہ بھی مجھ سے بے انتہا محبت اور شفقت رکھتے تھے۔ ان کی گفتگو کا موضوع زیادہ تر اسلام احمدیت اخلاق اور کردار کے بارے میں ہی ہوا کرتا تھا اور وہ بھی بڑے انوکھے اور بڑے ہی محبت والے انداز میں کہ دل میں وہ باتیں گھر کر جاتی تھیں

احمدیت کی کتابوں کا بڑا وسیع اور گہرا مطالعہ تھا۔ انہی ایام میں شیعوں کے ایک مشہور عالم سے چند دنوں تک ان کے مباحثے بھی ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نمایاں کامیابی اور فوقیت عطا فرمائی۔

چار سال تک ہم سب مظفر پور میں ساتھ رہے ۱۹۳۶ء میں بورڈنگ تحریک جدید قادیان چلا گیا اور ۱۹۳۸ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول سے میٹرک پاس کر کے پٹنہ کالج میں داخلہ لیا۔ کالج کی چھٹیوں کے ایام میں ہی مظفر پور جانے کا موقع ملتا تھا اور میں ان موقعوں کا بڑی بیقراری سے انتظار کیا کرتا تھا۔

ہمارے چھوٹے بھیا ہر ملاقات اور ہر نشست میں اسلام۔ احمدیت۔ تفسیر قرآن۔ احادیث اور اخلاقِ فاضلہ کی باتیں بڑی محبت اور دل میں گھر کر جانے والے انداز میں مجھے بتاتے رہتے تھے دینی علم میں نے بہت زیادہ اپنے اسی محبت کرنے والے بھائی سے ہی حاصل کیا تھا۔

ہمارے چھوٹے بھیا بڑے ہی صابر و شاکر اور قوتِ برداشت کے انسان تھے۔ بے انتہا دعائیں کرنے والے۔ بہت زیادہ محبت کرنے والے اور وقت پر بغیر کسی چون و چرا کے اور نہایت ہی خندہ پیشانی سے خاندان کے لوگوں کے کام آنے والے انسان تھے

مجھے یاد ہے کہ ۱۹۳۴ء میں جب ہمارے بڑے بھائی پروفیسر سید اختر احمد صاحب سخت علیل ہوئے تو بہت لمبے عرصہ تک ہم اور وہ پٹنہ کے ہسپتال میں ان کی تیمارداری کرتے رہے اور بعد میں وہ بھی تقریباً ہر سال آدی باسیوں میں تبلیغ کے خیال سے اور بھیا کا ساتھ دینے کے لئے وقفِ ایام کر کے اٹکی مسینی ٹوریم کے علاقہ میں جا کر رہا کرتے تھے۔ جنوری ۱۹۳۴ء کے شدید زلزلہ میں ہمارے گاؤں کے آبائی مکان کو سخت نقصان پہنچا تھا۔ اور وہ بری طرح چور اور قابلِ مرمت ہو گیا تھا۔ ابا جان کی خواہش پر ایک لمبے عرصہ تک اپنے کاروبار کو چھوڑ کر گاؤں میں رہ کر مکانات کو اپنی نگرانی میں عمارت کے ساتھ نہایت محنت اور بہت ہی کم خرچ پر مرمت کروایا

۱۹۴۲ء کی گرمیوں میں ہم اور ہمارے چھوٹے بھیا پھر چند مہینوں کے لئے ساتھ اپنے گاؤں آورین میں رہے۔ والد صاحب نے ان کے سپرد زمینداری اور کاشت کی زمینوں کا حساب اور انتظامات کی درستی کا بوجھ کیا تھا۔ اور میں جانتا ہوں کہ ہمارے چھوٹے بھیا نے کس محنت و جانفشانی سے کام کیا۔ مجھے کام سکھایا اور کس محبت سے مجھ سے کام لیتے رہے۔ ان کی اس محنت اور جانفشانی سے ہمارے خاندان کی زمینیں اور جائداد محفوظ رہیں۔

ہمارے چھوٹے بھیا پر بڑے مشکلات اور آزمائش کے دن بھی آتے رہے لیکن وہ ہمیشہ صابر و شاکر رہے۔ کاروبار میں بھی نقصان ہوا اور دیگر مشکلات سے بھی دوچار ہوئے پر میں نے ان کی زبان سے ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کے شکر کے کلمات سنے۔ ان کو اپنا دواخانہ بند کرنا پڑا اور آمدنی کا جو بڑا ذریعہ تھا وہ بالکل بند ہو گیا پر ان کے چہرے سے گھبراہٹ اور زبان سے شکایت میں نے نہیں سنی۔ اپنے اصولوں کے بڑے پکے اور قانع انسان تھے۔

۱۹۴۷ء میں میری تقرری مظفر پور میں ہو گئی اور پھر مجھے اپنے چھوٹے بھیا کی صحبت کے زیادہ مواقع ملتے رہے۔ ذہنی کوفت اور پریشانیوں کے ایام بھی آئے۔ اغیار کی ریشہ دوانیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا اور جب بھی میں پریشانی اور انقباض محسوس کرتا تو اپنے اس بھائی کے پاس جا کر ایمان۔ ایثار۔ قربانی۔ صبر و شکر۔ اخلاقِ فاضلہ اور حضرت رسول کریم صلعم کی پاک زندگی کے حالات سن کر اور ان کی دعاؤں سے سکون حاصل کرتا تھا۔ اس سے قبل جب میری تقرری پٹنہ میں تھی اور اغیار اور احباب اپنے انسانی خداؤں کو خوش کرنے کے لئے قوم اور ملت کو بیچ رہے تھے اور میرے خلاف بھی ایک محاذ بنا رکھا تھا میں ذہنی طور پر سخت کوفت میں تھا۔ میری خواہش تھی کہ میرا یہ بھائی میرے ساتھ ہوتا اور میں تار دے کر ان کو بلانے والا ہی تھا کہ وہ خود اچانک آ گئے اور ہر وقت میرے ساتھ رہے۔ مجھے یاد ہے انہوں نے کہا تھا کہ غمزدہ اور پریشان مت ہو اغیار تمہیں اس حالت میں دیکھ کر اور بھی خوش ہوں گے تم رسولِ کریم صلعم کی مبارک زندگی سے سبق حاصل کرو اور اس نمونہ پر عمل کرو جس کا مظاہرہ حضور نے اور صحابہؓ نے جنگِ خندق کے دوران دکھایا تھا۔ مجھے تقویت حاصل ہوئی تھی۔ اور بڑا سکون ملا تھا۔ اپنے چھوٹے بھیا کی صحبت اور ان کی نصیحتوں سے۔ ان کی محبت۔ ان کا پیار۔ ان کی شفقت اور سب سے بڑھ کر ان کی دعائیں اور انتہائی درد

وہ ہمیشہ دعائیں کرتا رہتا ہوں اور ان کی تعلیف کردہ باتوں سے مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے اور پھر ہمارے لئے ہمارے چھوٹے بھیا لگاتار اور بڑی محبت کے ساتھ دعاؤں میں لگ جاتے تھے۔ جزاک اللہ میرے پیارے

رکھنے والے انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صالح اور نیک اولاد عطا کی ہے جو انگلستان اور کینیڈا کی مسموم اور مادی فضا میں رہ کر بھی اسلام اور احمدیت کی تبلیغ بڑے جوش سے کرتی رہتی ہے اور اپنے والدین کی بڑی سعادت کے ساتھ خدمت اور مدد کرتی رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کا ہمیشہ ہی اور ہر لحاظ سے ان کا حافظ و ناصر رہے اور انہیں دینی اور دنیوی ترقیات سے مزید نوازتا رہے آمین۔

ہمارے چھوٹے بھیا بڑے غیور انسان تھے ذاتی وقار کے علاوہ ہمیشہ ہی اسلام اور احمدیت کے لئے بیحد غیرت اور جوش اور محبت رکھتے تھے۔ عیسائیوں کے بڑے سے بڑے منادکے مضامین کا جواب اخبار ریڈر اور دیگر انگریزی اور اردو اخبارات کے ذریعہ بڑے ہی عالمانہ اور محققانہ انداز میں دیتے رہا کرتے تھے وہ انگریزی میں ایک کتاب "دنیا کی علمی اور ذہنی ترقی میں اسلام اور مسلمانوں کا نمایاں حصہ" لکھ رہے تھے اور شاید مکمل بھی ہو گئی تھی۔ ان کی اولاد انشاء اللہ اسے شائع کرنے کا ارادہ کر رہی ہے۔

۹ ظہور ۱۳۵۱ ہش (۹ اگست ۱۹۷۲ء) آٹھ بجے رات کو یک بیک دل کے شدید دورہ کے بعد کسی ڈاکٹر کے پہنچنے سے قبل ہی ہمارے پیارے چھوٹے بھیا ہمیں مغموم افسردہ اور اشکبار چھوڑ کر اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اس وقت ان سے بہت دور تھا دوری اور موسم کی خرابی کی وجہ سے میں اپنے چھوٹے بھیا کی تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہو سکا اور ان کے آخری دیدار سے بھی محروم رہا۔ ان کے دو بڑے لڑکے بھی اس وقت کینیڈا میں تھے

خدا کے فضل سے ہمارے چھوٹے بھیا موصی تھے اس لئے وفات کے بعد امانتاً مظفر پور میں مدفون ہوئے اور گزشتہ جلسہ سالانہ جو ماہ تبلیغ ۱۳۵۱ (فروری ۱۹۷۲ء) میں ہوا ان کا تابوت بہشتی مقبرہ میں دوبارہ نماز جنازہ اور دعا کے ساتھ مدفون ہوا الحمد للہ خوش قسمت تھے ... اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور احسان تھا ان پر کہ انہیں انکی آخری آرامگاہ حضرت مسیح الزمان کے بہشتی مقبرہ میں حاصل ہوئی۔ دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں محض ایک اللہ ہی کی ذات قائم و دائم ہے۔

میرے چھوٹے بھیا ایک بے انتہا نیک اور شریف اور محبت کرنے والے شوہر۔ ایک مشفق اور دعائیں کرنے والے باپ اور نہایت ہی چاہنے والے بھائی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو اپنے قرب میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے اور میری بہن کو اور میرے بھانجے بھانجیوں کو اور ہم سب کو صبر و سکون عطا کرے اور ہم سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ہمارے چھوٹے بھیا کی وفات ہمارے لئے ایک خاندانی سانحہ کے علاوہ ایک ذاتی المیہ بھی ہے وہ میری بہن اور اپنے بچوں کو کہتے رہتے تھے کہ میں فضل کو اپنے بیٹوں کی طرح چاہتا ہوں اور ان کیلئے ...

ناصرات الاحمدیہ قادیان کا چھٹا سالانہ اجتماع

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ مدظلہا العالی کا پیغام

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمان پر چندہ وقف جدید بڑھانے کی تاکید ۔ دلچسپ تقریری مقابلہ

الحمد للہ کہ ناصرات الاحمدیہ قادیان کا چھٹا سالانہ اجتماع بتاریخ ۳ ۱ار دسمبر ۱۹۷۲ء منعقد ہونے کے بعد بخیر و خوبی ختم ہوا

محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے ہماری درخواست پر اجتماع کی صدارت فرمائی اور اپنے خطاب سے نواز کر بچیوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ۔ اور ضروری نصائح کیں نیز مقامی لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بکثرت تشریف لائیں اور دلچسپی اور خاموشی سے بچیوں کے جلسہ کی کارروائی سنتی رہیں۔

پروگرام

پروگرام ٹھیک ایک بجے دن بعد نماز ظہر شروع ہوا ۔ اس کے بعد عہد نامہ ناصرات الاحمدیہ بچیوں کو دہرایا گیا ۔ عہد نامہ کے بعد محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے افتتاحی دعا کرائی ۔ دعا کے بعد عزیزہ بشریٰ صادقہ چیمہ نے کلام محمود سے حضرت مصلح موعودؓ کی نظم

نونہالان جماعت مجھے کچھ کہنا ہے

پڑھ کر حاضرات کو محظوظ کیا۔

پیغام حضرت سیدہ ام متین صاحبہ

اس اجتماع کے لئے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ کا پیغام نہیں آسکا تھا ۔ البتہ سالانہ اجتماع ناصرات الاحمدیہ ربوہ کے موقع پر آپ نے ساری دنیا کی ناصرات کے نام جو پیغام دیا تھا وہی پیغام محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ کی درخواست پر پڑھ کر سنایا ۔ (یہ پیغام بدر میں شائع ہو چکا ہے) پیغام کے بعد خاکسارہ نے ناصرات الاحمدیہ کی دو سال کی رپورٹ پیش کی ۔ رپورٹ کے بعد معیار سوم کی سات بچیوں نے ترانہ پڑھا

بارگاہِ ذی شان خیر الانام
شفیع الوریٰ مرجعِ خاص و عام

تقریری مقابلہ معیارِ سوم

ترانہ کے بعد معیارِ سوم کا تقریری مقابلہ شروع ہوا ۔ اس مقابلہ میں ۱۹ لڑکیوں نے حصہ لیا ۔ معیارِ سوم کے لئے حسب ذیل عنوان مقرر تھے امانت ۔ احمدی بچیوں کے فرائض ۔ مسجد کے آداب ۔ بچیوں نے خوب جرأت اور دلیری سے تقاریر کیں ۔ ججز کے فیصلہ کے مطابق اس گروپ میں اوّل عزیزہ فرخندہ بیگم ۔ دوم عزیزہ راشدہ رحمٰن ۔ سوم عزیزہ نصیرہ سلطانہ قرار پائیں

تقریری مقابلہ معیارِ دوم

معیارِ سوم کے تقریری مقابلہ کے بعد معیارِ دوم کی چھ لڑکیوں نے اپنا جھنڈا پکڑ کر خوش الحانی کے ساتھ

صلِّ علیٰ نبیّنا صلِّ علیٰ محمّد

پڑھا ۔ اس ترانہ کے بعد معیار دوم کا تقریری مقابلہ شروع ہوا ۔ مقابلہ میں ۱۶ ممبرات نے حصہ لیا ۔ معیار دوم کے لئے حسب ذیل عنوانات تھے ۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔ سیرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بچوں سے سلوک ۔ ججز کے فیصلہ کے مطابق اوّل عزیزہ صاحبزادی امۃ الرؤف بیگم دوم عزیزہ امۃ الجمیل سوم عزیزہ عقیلہ عفت قرار پائیں۔

تقریری مقابلہ معیارِ اوّل

معیار دوم کے تقریری مقابلہ کے بعد معیارِ اوّل کی چھ ممبرات نے اپنا جھنڈا پکڑ کر اپنا ترانہ پڑھا

میں دنیا پہ دیں کو مقدم کروں گی
اسی عہد پہ اپنے قائم رہوں گی

ترانہ کے بعد معیارِ اوّل کا تقریری مقابلہ شروع ہوا ۔ ۹ ممبرات نے مقابلہ میں حصہ لیا ۔ اس گروپ کے لئے حسب ذیل عنوانات تھے ۱۔ حضرت مصلح موعودؓ کا کوئی ایک عظیم الشان کارنامہ ۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم تحریک ۳۔ نماز کے فوائد اور برکات ۔ ججز کے فیصلہ کے مطابق اوّل عزیزہ امۃ الرحمٰن و عزیزہ فریدہ عفت دوم عزیزہ بشریٰ صادقہ چیمہ ۔ سوم امۃ النصیر سلطانہ قرار پائیں ۔ ہر سہ گروپس کی مقررہ نے اچھی تیاری کی ہوئی تھی ۔

تقسیم انعامات

ہر سہ گروپس کے تقریری مقابلہ کے بعد حفظ قرآن کریم ۱۹۷۱ء و ۱۹۷۲ء ۔ امتحان دینی کتب ۱۹۷۱ء میں اول دوم سوم آنے والی مندرجہ ذیل ممبرات کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے انعامات تقسیم کئے گئے

امتحان حفظ قرآن کریم ۱۹۷۱ء گروپ اوّل عزیزہ امۃ الکریم کوکب و بشریٰ صادقہ چیمہ اول عزیزہ امۃ الرفیق ۔ عزیزہ امۃ الرحمٰن ۔ عزیزہ امۃ العزیز ساجدہ دوم

گروپ دوم ۱۹۷۱ء ۔ عزیزہ فردوس بیگم ۔ عزیزہ امۃ الجمیل ۔ رفعت سلطانہ ۔ عقیلہ عفت اول ۔ عزیزہ حمیدہ منظفت ۔ عزیزہ محمودہ شوکت ۔ نادرہ نسرین عزیزہ نصرت سلطانہ دوم

گروپ سوم ۱۹۷۱ء ۔ عزیزہ امۃ الشکور ۔ مریم صدیقہ ۔ راشدہ رحمٰن ۔ امۃ الرؤف ۔ نعیمہ بشریٰ ناصرہ بیگم ۔ امۃ الشکور ڈوگر ۔ نصیر النساء ۔ امۃ الحی اوّل ۔ عزیزہ امۃ الحفیظ ۔ عزیزہ امۃ الکریم ۔ عزیزہ عائشہ بیگم دوم

امتحان دینی کتب ۱۹۷۱ء ۔ معیارِ اوّل عزیزہ امۃ الکریم کوکب اور عزیزہ ظہیرہ بدر اوّل ۔ عزیزہ نصرت بیگم بدر دوم ۔ عزیزہ ناصرہ بیگم ڈوگر سوم ۔

معیارِ دوم ۔ امۃ القدوس بنت صادق صاحب دوم (اس معیار میں اوّل اور سوم باہر کی لڑکی تھی)

معیارِ سوم ۱۹۷۱ء ۔ عزیزہ امۃ الرؤف اوّل عزیزہ فرخندہ بیگم دوم ۔ عزیزہ شمیم اختر ۔ عزیزہ طاہرہ مبارکہ چیمہ ۔ عزیزہ مریم صدیقہ ۔ عزیزہ نجیدہ نصرت ۔ عزیزہ نصیر النساء اور عزیزہ شمیم اختر بنت عبد اللطیف صاحب گیانی سوم آئیں

امتحان حفظ قرآن کریم ۱۹۷۲ء معیارِ اوّل عزیزہ امۃ الرحمٰن ۔ عزیزہ بشریٰ صادقہ چیمہ ۔ امۃ العزیز ساجدہ اوّل

معیار دوم ۔ عزیزہ امۃ الرؤف بیگم ۔ عزیزہ شمیم اختر گیانی ۔ اول ۔ عزیزہ عقیلہ عفت ۔ عزیزہ امۃ الجمیل ۔ عزیزہ امۃ الرشید ۔ عزیزہ امۃ الکریم ۔ عزیزہ امۃ الشکور ڈوگر دوم

معیارِ سوم ۔ عزیزہ ذکیہ بیگم ۔ عزیزہ امۃ الحفیظ حافظ آبادی ۔ عزیزہ مریم صدیقہ ۔ عزیزہ راشدہ رحمٰن عزیزہ حلیمہ قریشی ۔ عزیزہ بشریٰ ربانی ۔ عزیزہ مبارکہ طیبہ عزیزہ طلعت شاہین ۔ عزیزہ امۃ المنان ۔ عزیزہ فریدہ بیگم ۔ عزیزہ سعیدہ بیگم ۔ عزیزہ بشریٰ صادقہ اوّل آئیں اور عزیزہ شوکت الف اور عزیزہ طاہرہ شوکت دوم

امتحان دینی کتب ۱۹۷۲ء

معیارِ سوم ۔ عزیزہ فرخندہ بیگم ۔ عزیزہ امۃ الہادی اوّل ۔ عزیزہ امۃ النصیر اختر ۔ عزیزہ نصیرہ سلطانہ عزیزہ راشدہ رحمٰن ۔ عزیزہ طاہرہ شوکت دوم

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل چھ بچیوں کو سپیشل انعام دئے گئے جو ناصرات سے کم عمر کی تھیں لیکن شوق سے امتحان میں شامل ہوئیں اور اچھے نمبر لئے

عزیزہ امۃ النصیر بشریٰ ۔ عزیزہ امۃ الہادی ۔ عزیزہ طیبہ مبارکہ ۔ عزیزہ طاہرہ شوکت ۔ عزیزہ امۃ الباری عزیزہ مبشرہ شوکت

نوٹ :- چونکہ معیار اول و دوم کی ناصرات کا تحریری امتحان لیا گیا تھا جس میں باہر کی ناصرات بھی شامل ہیں ان کا رزلٹ ابھی نہیں موصول ہوا ہے ۔ صرف معیارِ سوم جن کا زبانی امتحان لیا گیا تھا اس امتحان کا نتیجہ موصول ہو گیا تھا اس لئے اول اور دوم آنے والی بچیوں کو انعام بھی تقسیم کر دئے گئے

اختتامی خطاب

تقسیم انعامات کے بعد سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے بچیوں سے اختتامی خطاب فرمایا ۔ آپ نے اجتماع کے بخیر و خوبی ختم ہونے پر خدا کا شکر ادا کیا ۔ امتحان میں اول دوم اور سوم آنے والی بچیوں کو انعام لینے پر مبارکباد دی ۔ نیز آپ نے حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر مرکزیہ کے اس پیغام پر جو انہوں نے چوتھے سالانہ اجتماع پر ناصرات الاحمدیہ قادیان کے نام بھجوایا تھا توجہ دلائی کہ نگران ناصرات اور والدین دونوں ان پانچ باتوں کی طرف یعنی سچائی ۔ دیانتداری ۔ محنت کی عادت وقت کی پابندی اور صفائی کی عادات بچیوں میں پیدا کریں ۔ اگر کوئی بچی ان پانچ باتوں پر عمل نہیں کرتی تو وہ صحیح رنگ میں ناصرات الاحمدیہ کی ممبر نہیں ہو سکتی پس ان اخلاقی صفات کو بچیاں اپنے اندر پیدا کریں تا دوسروں کیلئے نمونہ بنیں ۔ وقف جدید کے چندہ کی طرف بچیوں اور والدین کو توجہ دلائی کہ والدین بچوں کے ہاتھ سے یہ چندہ دلوائیں تاکہ جو حضور کا مقصد تھا کہ بچوں کے اندر مالی قربانی کا جذبہ پیدا ہو وہ پورا ہو آخر میں آپ نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ ناصرات بیحد شوق سے قرآن مجید با ترجمہ پڑھ رہی ہیں لیکن ابھی ہمیں مزید کوششوں کی ضرورت ہے ۔ اللہ تعالیٰ حضور کی ہر تحریک پر مرکز کی بچیوں کو خصوصیت سے ایک دوسرے سے بڑھ کر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے آمین

خاکسارہ

سہیلہ محبوب سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ قادیان

عید الاضحیہ پر قربانیاں بقیہ صفحہ ۱۱

۳۶ ۔ مکرم ملک محمد عثمان صاحب لنڈن
۳۷ ۔ محترمہ والدہ صاحبہ خالد اختر احمد صاحب لنڈن
۳۸ ۔ مکرم دین محمد صاحب لنڈن
۳۹ ۔ ” سید فضل الرحیم صاحب لنڈن
۴۰ ۔ ” سید مظفر احمد شاہ صاحب لنڈن
۴۱ ۔ ” غلام حسین اختر صاحب لنڈن دو قربانیاں
۴۲ ۔ ” چودھری چراغ دین صاحب لنڈن
۴۳ ۔ ” ملک ریاض احمد صاحب لنڈن
۴۴ ۔ ” میاں منان صاحب مع فیملی لنڈن

دورہ مکرم سیّد بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید قادیان

جماعت ہائے احمدیہ بنگال۔ اڑیسہ۔ بہار اور یو۔پی۔

جماعت ہائے احمدیہ بنگال۔ اڑیسہ۔ بہار اور یو۔پی کی مندرجہ ذیل جماعتوں کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ مکرم سیّد بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید مورخہ ۲۶ر تبلیغ ۱۳۵۲ ہش مطابق ۲۶ر فروری ۱۹۷۳ء کو قادیان سے چندہ وقفِ جدید کی وصولی اور حصول وعدہ جات کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ کا دورہ جماعت کلکتہ سے شروع ہوگا۔ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ موصوف سے تعاون کرکے دورہ کو کامیاب بنائیں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۱	قادیان	-	-	۲۶ ۲/۷۳	۳۸	جمشید پور	۲۳ ۴/۷۳	۲	۲۵ ۴/۷۳
۲	کلکتہ	۲۸ ۲/۷۳	۵	۵ ۳/۷۳	۳۹	موسٰی بنی مائنز	۲۵	۲	۲۷
۳	ڈائمنڈ ہاربر	۵	۱	۶	۴۰	کلکاتہ	۲۷	۱	۲۷
۴	ابراہیم پور	۶	۱	۷	۴۱	پکوڑ	۲۷	۱	۲۸
۵	بانسرہ	۷	۱	۸	۴۲	بھاگلپور برہ پورہ	۲۸	۳	۱ ۵/۷۳
۶	نالگرام	۸	۱	۹	۴۳	خانپور ملکی	۱ ۵/۷۳	۱	۲
۷	رائے گرام	۹	۱	۱۰	۴۴	بلاری	۲	۱	۳
۸	کیتھا	۱۰	۱	۱۱	۴۵	مونگھیر	۳	۱	۴
۹	کلکتہ	۱۱	۱	۱۲	۴۶	اورین	۴	۱	۵
۱۰	سورو	۱۳	۲	۱۵	۴۷	کیول	۵	۱	۶
۱۱	بالاسور	۱۵	۱	۱۶	۴۸	بھتولی	۶	۱	۷
۱۲	بھدرک	۱۶	۲	۱۸	۴۹	مظفر پور	۷	۱	۸
۱۳	تارا کوٹ	۱۸	۱	۱۹	۵۰	پٹنہ	۸	۱	۹
۱۴	خوردہ	۱۹	۱	۲۰	۵۱	آرہ	۹	۱	۱۰
۱۵	مانیکا گوڈہ	۲۰	۱	۲۱	۵۲	اردل	۱۰	۱	۱۱
۱۶	نیا گڈھ	۲۱	۱	۲۲	۵۳	گیا	۱۱	۱	۱۲
۱۷	کیرنگ	۲۲	۲	۲۴	۵۴	سہسرام	۱۲	۱	۱۳
۱۸	نرگاؤں	۲۴	۱	۲۵	۵۵	بنارس	۱۳	۱	۱۴
۱۹	بھونیشور	۲۵	۲	۲۷	۵۶	لکھنؤ	۱۴	۱	۱۵
۲۰	سری پار نیالی پدنپدا	۲۷	۱	۲۸	۵۷	کانپور	۱۵	۳	۱۸
۲۱	کٹک او۔ایم۔پی	۲۸	۲	۳۰	۵۸	فتح پور۔بہوہ	۱۸	۲	۲۰
۲۲	سرلو نیاگاؤں	۳۰	۱	۳۱	۵۹	راٹھ	۲۰	۱	۲۱
۲۳	کیندرہ پاڑہ	۳۱	۱	۱ ۴/۷۳	۶۰	مسکرہ	۲۱	۱	۲۲
۲۴	سونگھڑہ	۱ ۴/۷۳	۴	۵ ۴/۷۳	۶۱	مودھا	۲۲	۱	۲۳
۲۵	چودوار	۵	۱	۶	۶۲	کمہریا	۲۳	۱	۲۴
۲۶	کرڈاپلی	۶	۱	۷	۶۳	کوپخ	۲۴	۱	۲۵
۲۷	پنکال	۷	۱	۸	۶۴	چرگاؤں	۲۵	۱	۲۶
۲۸	کوٹ پلہ	۸	۱	۹	۶۵	اٹاری کمہڑیاں }	۲۶	۱	۲۷
۲۹	تابرکوٹ	۹	۱	۱۰		لوگاؤں }			
۳۰	ڈھینکانال	۱۰	۱	۱۱	۶۶	ساندھن	۲۷	۲	۲۹
۳۱	غنچہ پاڑہ	۱۱	۱	۱۲	۶۷	صالح نگر	۲۹	۲	۳۱
۳۲	بسنہ پردہ	۱۲	۲	۱۴	۶۸	ننگلہ گھنو	۳۱	۱	۱ ۶/۷۳
۳۳	بالیگر۔گھوسیاں	۱۴	۲	۱۶	۶۹	علی پور کھیڑہ	۱ ۶/۷۳	۱	۲
۳۴	جھار سونگھڑہ سندرگڑھ	۱۶	۲	۱۸	۷۰	بریلی	۲	۱	۳
۳۵	راوڑکیلہ	۱۸	۲	۲۰	۷۱	شاہجہانپور }	۳	۳	۶
۳۶	رانچی سملیہ	۲۰	۲	۲۲		اودے پور کٹیا }			
۳۷	چلنٹے باسہ	۲۲	۱	۲۳	۷۲	امروہہ	۶	۲	۸

حافظ عبد العزیز صاحب خادم مسجد اقصٰے کی وفات
بقیہ صفحہ اول

بسا اوقات پیچش کی شکایت بھی ہوگئی۔ اور ساتھ ہی کچھ وقت کے لئے حبس البول کا عارضہ بھی ہوگیا۔ مقامی طور پر اپنے ڈاکٹروں کے علاوہ مکرم ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب نے بھی معاینہ کیا اور علاج تجویز کیا۔ لیکن طبیعت سنبھل نہ سکی۔ اس لئے حضرت امیر صاحب اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں انہیں فوری طور پر امرتسر دی۔جے ہسپتال لے جاکر داخل کرا دیا۔ وہاں کے عملہ نے بھی ہر چند پوری ہمدردی سے دیکھ بھال کی اور علاج کیا۔ لیکن تقدیرِ الٰہی غالب آئی۔ اور بتاریخ ۲۰ر فروری رات آٹھ بجے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

آج بعد نمازِ ظہر جنازہ گاہ (متصل بہشتی مقبرہ) میں حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے درویشان کی بھاری جمعیت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور موصی ہونے کے سبب بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ قبر کی تیاری کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دعا کرائی۔

مرحوم بڑے ہی مخلص تھے۔ محنت اور محبت کے ساتھ لمبے عرصہ سے لگاتار مسجد اقصٰی کی خدمت کرنے کی سعادت پائی۔ باوجود آنکھوں سے معذور ہونے کے بہت بڑی مسجد کی صفائی وغیرہ کے بارے میں کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا۔ بلکہ ذاتی اُلفت و محبت کے ساتھ ہمہ وقت مسجد ہی کے کاموں میں لگے رہتے۔ ۱۹۶۴ء میں مکرم مخدوم حسین صاحب آف دھار داڑ کی بیٹی محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ سے شادی ہوئی بیٹی کی شادی کے بعد مکرم مخدوم حسین صاحب بھی قادیان ہی ہجرت کر آئے اور مسجد مبارک کی خدمت بجا لا رہے ہیں۔ مرحوم حافظ صاحب اپنے پیچھے دو لڑکے اور دو لڑکیاں اور ایک نوجوان بیوہ اپنی یادگار چھوڑ گئے ہیں۔ حافظ صاحب کی ناگہانی وفات اُن کے نوعمر بچوں، جوان سال بیوہ و عمر رسیدہ خسر کے لئے یقیناً ایک بڑا صدمہ ہے۔ ادارہ بدر اس موقعہ پر ان سب پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ حافظ صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ مرحوم کا بڑا بیٹا سات سال کا ہے اور سب سے چھوٹی بچی دو سال کی۔ اللہ تعالےٰ سب کا حامی و ناصر ہو اور صبرِ جمیل کی توفیق دے آمین۔

قادیان میں عیدالاضحیہ کی قربانیاں
قسط نمبر ۲

غیر ممالک سے جن احباب نے قادیان میں قربانی کروائی ہے ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق امام مسجد لندن۔
۲۔ " سید نصیر احمد صاحب کرائیڈن
۳۔ " داؤد احمد صاحب گلزار لنڈن
۴۔ " محمد اسلم صاحب جاوید "
۵۔ " بھائی احمد دین صاحب جلنگھم
۶۔ " مولوی رمضان علی صاحب لنڈن
۷۔ " ملک عبد العزیز صاحب "
۸۔ " ملک شمس الحق صاحب "
۹۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک شمس الحق صاحب "
۱۰۔ مکرم محمد مظلیم صاحب مع اہلیہ "
۱۱۔ " محمد اشرف صاحب و اہلیہ "
۱۲۔ " حفیظہ بیگم صاحبہ مع اہل و عیال "
۱۳۔ " سید محمد اقبال شاہ صاحب "
۱۴۔ " عبد الوہاب بن آدم صاحب آف غانا "
۱۵۔ " احمد بشارت صاحب ابن حکیم نظام جان صاحب مرحوم لندن
۱۶۔ " اہلیہ صاحبہ محمد لطیف صاحب شاکر۔ لندن
۱۷۔ " مولوی عبد الرحمٰن صاحب "
۱۸۔ " مطیع اللہ صاحب صادق "
۱۹۔ مکرم محمد اقبال صاحب ڈار لندن
۲۰۔ " رشید احمد اعظم صاحب مع اہلیہ و بچگان "
۲۱۔ " ڈاکٹر عبد الحمید صاحب "
۲۲۔ " عبد الشکور صاحب انجینئر "
۲۳۔ " عبد الباقی صاحب ارشد "
۲۴۔ " ڈاکٹر عبد الرشید صاحب سائرۃ آل "
۲۵۔ " عزیز احمد صاحب " "
۲۶۔ " ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب "
۲۷۔ " محمد رفیق صاحب احمدی کاونٹری "
۲۸۔ " سید مسعود احمد شاہ صاحب شیفیلڈ
۲۹۔ " محترم والد مرحوم " " "
۳۰۔ " محترمہ والدہ صاحبہ " " "
۳۱۔ " ڈاکٹر محمد زکریا طاہر صاحب جبسنر
۳۲۔ " اہلیہ صاحبہ " " "
۳۳۔ " مکرم ڈاکٹر داؤد خان صاحب لندن
۳۴۔ " " " منجانب سراج الحق صاحب مرحوم
۳۵۔ " " منجانب والدہ مرحومہ مبارکہ خانم صاحبہ

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۰ پر)

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی
۷۳	دہلی	۸ ۶/۷۳	۳	۱۱	۷۶	سہارنپور۔بہادر آباد }	۱۴	۲	۱۶ ۶/۷۳
۷۴	انچولی۔میرٹھ	۱۱	۲	۱۳		بجوپورہ }			
۷۵	انبیٹہ	۱۳	۱	۱۴	۷۷	تلاکور	۱۶	۱	۱۷

درخواستِ دعا:- مکرم منشی کلیم الدین صاحب آف شاہجہانپور (یو۔پی) پھیپھڑوں میں نقص کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب اُن کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ خاکسار خورشید احمد پربھاکر قادیان۔

قادیان میں برف کا کارخانہ اور کولڈ سٹور

مکرم چوہدری سعید احمد صاحب درویش، قادیان میں اپنے ایک باموقعہ اور برلبِ سڑک قطعۂ زمین کو بطور حصّہ " دی قادیان آئس فیکٹری اینڈ کولڈ سٹوریج " کے نام رجسٹری کرواکر بعض غیر مسلم احباب کی شراکت سے سابقہ کوٹھی حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب موسومہ " بیت الظفر " (جہاں پر آج کل بجلی گھر کا دفتر ہے) کے عقب میں چند سو گز بجانب شمال " دی قادیان آئس فیکٹری اینڈ کولڈ سٹوریج " کے نام سے کارخانہ کھول رہے ہیں۔

مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۷۳ء بروز دوشنبہ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ قادیان نے سلسلہ کے بعض دوسرے عہدیداران و معززین کی معیّت میں اس کارخانہ کی بنیادی اینٹ اپنے دستِ مبارک سے نصب کی۔ اور بعد ازاں درویشان کی جمعیّت کے ساتھ اس کارخانہ کی ترقی اور ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دُعا فرمائی۔ اس موقعہ پر مکرم چوہدری صاحب اور اُن کے حصّہ داران کی طرف سے بطور شیرینی لڈو تقسیم کئے گئے۔ مکرم چوہدری صاحب نے جملہ قارئینِ بدر سے اپنے کارخانہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کی ہے۔

جہاں پر قادیان میں برف کا یہ پہلا کارخانہ ہے وہاں پر تقسیم ملک کے بعد قادیان میں یہ پہلا کارخانہ ہوگا جو کسی احمدی کی شراکت سے چلایا جا رہا ہے۔ (نامہ نگار)

امتحان کتبِ سلسلہ

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال امتحان کتبِ سلسلہ کے تعلق میں نظارت ہذا نے سیّدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف منیف " دعوۃ الامیر " بطور نصاب مقرر کی ہے۔ اس کتاب کا امتحان دو حصّوں میں لیا جائے گا۔ امسال یعنی ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۹۷۳ء میں شروع سے لے کر صفحہ ۱۵۷ تک جہاں پر پانچویں دلیل ختم ہوتی ہے یعنی "…. اس طرح ایسے واضح دلائل کی موجودگی میں حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا " کا حصّہ بطور نصاب مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ امتحان ماہ اخاء ۱۳۵۲ ہش بمطابق اکتوبر ۱۹۷۳ء میں ہوگا۔ انشاء اللہ۔ یہ معرکۃ الآراء تصنیف اپنی افادیت کے اعتبار سے مقبولِ عام ہو کر اپنی برتری کا لوہا عوام سے منوا چکی ہے۔ اس لئے احبابِ جماعت کو اور خصوصًا نوجوان طبقے کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔ اور اس کا یہ نہایت ہی سنہری موقعہ ہے کہ اس کے امتحان میں حصّہ لے کر اس سے استفادہ کیا جائے۔ یہ کتاب کاغذ۔ کتابت اور ظاہری محاسن کے باوجود بہت ہی کم ہدیے پر مہیّا کی جا رہی ہے۔ عام حالات میں اس کا ہدیہ چار روپے ہے۔ لیکن امتحان میں شامل ہونے والوں کے لئے اس کا ہدیہ صرف تین روپے مقرر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ امر ملحوظ رہے کہ محصولِ ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ نیز یہ کہ کسی دکاندار کو اس ہدیہ پر یہ کتاب مہیّا نہ کی جائے گی۔ اس لئے احباب جماعت اس رعایت سے بھی فائدہ اُٹھائیں اور امتحان میں شریک ہونے کی تیاری کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔

جملہ صدر صاحبان۔ سیکرٹریان تعلیم و تربیت۔ عہدیداران۔ مبلغینِ کرام اور معلّمینِ وقفِ جدید سے توقع ہے کہ وہ ابھی سے اپنی اپنی جماعت کے دوستوں کو تحریک کریں گے اور امتحان کی تیاری شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آمین۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

اخبار بدر کی ملکیّت و دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

۱۔ مقامِ اشاعت ———— قادیان

۲۔ وقفۂ اشاعت ———— ہفتہ وار

۳-۴۔ پرنٹر و پبلشر ———— (ملک) صلاح الدین

قومیّت ———— ہندوستانی

پتہ ———— محلہ احمدیّہ قادیان

۵۔ ایڈیٹر کا نام ———— محمد حفیظ بقاپوری

قومیّت ———— ہندوستانی

پتہ ———— محلہ احمدیّہ قادیان

۶۔ اخبار کے مالک فرد یا ادارہ کا نام ———— صدر انجمن احمدیہ قادیان

مَیں ملک صلاح الدین اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات اور علم کا تعلق ہے صحیح ہیں۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر اخبار بدر قادیان
۲۸ر فروری ۱۹۷۳ء

ایک ضروری تصحیح

بدر مجریہ ۲۲ر تبلیغ (فروری ۱۹۷۳ء) مصلح موعودؓ نمبر میں صفحہ ۵ پر خاکسار کے مضمون کے کالم ۱ سطر ۱۶ میں غلطی سے " اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضور کے مرید خاص کرنے کے لئے تحریک دل میں ڈالی " لکھا گیا ہے۔ اس کی بجائے یہ الفاظ ہیں :- " اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضورؓ کے دِل میں خاص دُعا کی مزید تحریک ڈالی "

احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں ؛

خاکسار : محمد ابراہیم قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

AZAD TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA -12.

نظامِ وصیّت

خوش قسمت ہیں وہ جو وصیّت کر کے جلد از جلد نظامِ وصیّت میں منسلک ہو جاتے ہیں۔ سیّدنا حضرتِ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

" ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی نظام پر اطلاع پا کر بِلا توقف اِس فکر میں پڑے ہیں کہ دسواں حصّہ کل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں "

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23-1652 23-5222